برصغیر پاک و ہند اور عرب و عجم کے علماء
کا مولانا احمد رضا خاں کے خلاف تاریخی فیصلہ

علماء برما کی تاریخی دستاویز

مولانا احمد رضا خان کی تکفیرِ امّت کی واردات میں ہندوستان کے علماء و مشائخ اور مفتیان کرام کیوں شریک نہ ہوتے؟

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد:

مولانا احمد رضا خان نے مسلمانانِ ہند کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کے لیے جو واردات (۱) کیں کی اور ہندوستان کے اہل السنۃ والجماعۃ کو دیوبندی اور بریلوی دو جماعتوں میں تقسیم کر دیا۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے اپنی اس تکفیری واردات میں جو ہتھیار استعمال کیے تو ان کا پردہ چاک کرنے کے لیے پہلے کون لوگ اٹھے اور آگے بڑھے؟ اس نازک موڑ پر ہندوستان کے علماء و مشائخ اور مفتیان کرام نے مولانا احمد رضا خاں کا ساتھ دیا یا انہوں نے علم کی آبرو اور شرافت قائم رکھتے ہوئے علماء دیوبند کے صحیح اہل السنۃ والجماعۃ ہونے کی شہادت دی تاریخ بتاتی ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کے نصیب میں مولانا حشمت علی لکھنوی اور مولانا سردار احمد لائلپوری اور مفتی احمد یار گجراتی جیسے لوگوں کے سوا اور کوئی نہ آیا اور ہندوستان کے جمہور اہل علم مشائخ کرام اور مفتیانِ عظام نے خان صاحب کی اس اندھا دھند واردات میں علماء دیوبند کی مظلومیت کی گواہی دی اور اس پر دستخط کیے اور خان صاحب کو اس طرح پیش کیا کہ گویا کفر ساز مشین پر ایک آپریٹر بیٹھا ہے اور جونہی اوپر سے تار ملتا ہے اس کے ساتھ ہی اعلیحضرت کا قلم چلتا ہے ؎

دل کے ٹکڑے ہزار ہوئے　　　　کوئی یہاں گرا کوئی وہاں گرا

ہندوستان میں دیوبند اور بریلی ہی تو دو شہر نہ تھے کہ وہاں کے علماء آپس میں لڑیں اور ہندوستان کے دیگر شہروں اور ان کے اہل علم کا اس پر کوئی ردِ عمل نہ ہو۔ مدراس، بنگال، آسام، بہار، اودھ، بڑودہ، بمبئی، بہاولپور، پشاور اور رامپور وغیرہ میں ہزارہا اہل علم تھے ہزاروں مدارس تھے اور سینکڑوں دارالافتاء تھے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنے سنگین معرکہ میں

جس میں ایک پوری کی پوری جماعت پر توہین رسالت کی تہمت ہو اور اسے بڑے مبتذل میں پورے ملک میں پھیلایا جا رہا ہو اور یہ ورثۃ الانبیاء سب کے سب چپ رہیں۔ ان حضرات نے یقیناً وقت کی اس پکار کو سنا اور عامۃ الناس کی دینی خیر خواہی کے لیے حق کی واشگاف گواہی دی اور علماء دیوبند کو عبارت کی کھینچا تانی میں مظلوم ٹھہرایا

واردات سے پردہ اُٹھانے کے لیے پہلے کون اُٹھے؟

تین بزرگ پہلے آگے بڑھے اور انہوں نے بڑی جرأت سے خان صاحب کی اس واردات کی ایف آئی آر لکھائی اور انہیں موقع کا مجرم قرار دیا۔ یہ تین بزرگ کون تھے؟

① عمدۃ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری ؒ
② شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ صدر مدرس دیوبند
③ سلطان المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن محدث چاندپوری

حضرت مولانا خلیل احمد نے المہند لکھ کر رضا خانی بال کی آخری کھال اتار دی۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی ؒ نے الشہاب الثاقب میں خان صاحب کے جملہ اعتراضات کو تار تار کر دیا۔ اور مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب ؒ بریلی میں سیدھے مولانا احمد رضا خاں کے گھر پہنچ گئے۔ مولانا احمد رضا خاں کی بدنیتی ظاہر کرنے اور آپ کی پسپائی واضح کرنے کے لیے پچیس سے زائد رسائل لکھے۔ مولانا کے اس جرأت مندانہ اقدام سے پورا بریلی لرز اُٹھا۔ مولانا مرتضیٰ حسن ؒ انہیں بار بار مناظرہ کے لیے پکارتے رہے اور علمائے دیوبند پر لگائے ہوئے الزامات کو ثابت کرنے کے لیے بلاتے رہے۔ مگر خاں صاحب کو نہ اپنے گھر سے نکلنا تھا اور نہ نکلے۔ ان کے ساتھی کہتے رہے اعلیحضرت جو ہوئے وہ ہر کسی سے تھوڑا ملتے ہیں۔ فرشتے بھی اتریں تو شاید اعلیحضرت ان سے بات نہ کریں۔ یہ مولوی مرتضیٰ حسن کون ہوتے ہیں جو ملنے آ گئے ہیں

ہندوستان کے جن لوگوں نے اعلیحضرت کا ساتھ نہ دیا

ویسے تو لاتعداد علماء و مشائخ اور مفتیان کرام خان صاحب کی اس گھناؤنی واردات سے بیزار ہوئے لیکن حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی۔ حضرت مولانا معین الدین اجمیری۔ حضرت خواجہ ضیاء الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف۔ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ بہاولپور۔ حضرت خواجہ صاحب تونسوی اور برما۔ آسام بنگال۔ بہار۔ اودھ۔ بڑودہ مدراس بمبئی۔ بہاولپور۔ لاہور اور پشاور کے سینکڑوں علماء اور مفتیان کرام نے مولانا احمد رضا خاں کے گھناؤنے کردار پر اظہار نفرین کیا اور دنیا کو بتایا کہ خان صاحب کی اس تکفیری مہم میں علماء دیوبند سخت مظلوم ہیں اور یہ کوئی مسلکی اور عقیدے کا اختلاف نہیں۔ تفریق امت کی اس گھناؤنی سازش کے پیچھے خان صاحب کی بدنیتی کارفرما ہے۔ یہ نہیں کہ وہ کسی علمی مغالطے میں مبتلا ہوں یا عشق رسول میں جو اس کر کھ بیٹھے ہوں

ے رنگ جب محشر میں لائے گی تو اُڑ جائے گا رنگ
یہ نہ کہیئے سُرخیٔ خونِ شہیداں کچھ نہیں

ہندوستان کے بڑے بڑے دارالافتاء اور دینی مراکز

ہندوستان میں تقسیم ملک سے پہلے کئی مقامات اور ریاستوں میں شرعی دارالافتاء قائم تھے اور عوام اپنی اپنی ضرورات کے لیے ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ سرکاری حیثیت کے باعث ان اہم شرعی کونسلوں کا پورے ملک میں وقار تھا اور ان کے فیصلوں میں عدالتی سطح کا وزن پایا جاتا تھا۔ ان میں ریاست حیدرآباد (دکن)۔ ریاست ٹونک۔ ریاست بھوپال، ریاست بہاول پور۔ ریاست سواد۔ ریاست بڑودہ۔ ریاست رامپور کے دارالافتاء اور مفتیان کرام پورے ہندوستان میں اپنا علمی وقار رکھتے تھے اور لوگ ان کے علم پر اعتماد کرتے ہوئے بلاطلب دلیل ان فتووں پر

عمل کرتے تھے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مولانا احمد رضا خاں نے علماء دیوبند پر فتوئے کفر کی واردات کی اور ان پر بد اعتقادی کے الزامات لگائے تو اس وقت ہندوستان کے ان دینی مراکز اور ملک کے علماء کبار اور مفتیان ذی وقار کا ردعمل کیا رہا ہے۔ اور خان صاحب کے ان فتووں سے مسلمانان ہند پر کیا گزری؟ کیا یہ صحیح ہے کہ انہوں نے خان صاحب کا ساتھ نہ دیا اور نہ مولانا احمد رضا خاں اس دور میں ملک کی کوئی علمی شخصیت کے طور پر معروف تھے۔

ملک کی بڑی بڑی جامع مساجد خود اپنی جگہ دینی مراکز تھیں اور ان کے خطیب بلند پایہ علماء اور مفتیانِ حقیقت آشنا زیادہ معروف ہوتے تھے۔ پورے علاقے میں ان کا فتویٰ چلتا تھا۔ ان جامع مساجد میں جامع مسجد دہلی۔ جامع مسجد آگرہ۔ عظیم جامع مسجد بھوپال۔ شاہی مسجد لاہور۔ جامع مسجد بابری۔ جامع مسجد مانڈلے۔ جامع مسجد شملہ۔ جامع مسجد بھیرہ۔ جامع مسجد ریاست جھینہ اور جامع مسجد دیپالپور۔ شاہی مسجد چنیوٹ۔ شاہی مسجد شجاعباد اور شاہی مسجد سرائے منیر زیادہ معروف ہیں۔

اونچی علمی شخصیتوں میں مولانا لطف اللہ علی گڑھی۔ حضرت مولانا انوار اللہ حیدرآبادی۔ حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی۔ مولانا عین القضاۃ لکھنوی۔ مولانا نجم الدین پروفیسر اورینٹل کالج لاہور۔ مولانا سید عبدالحی لاہپوری۔ مولانا معین الدین اجمیری اور مولانا علی محمد تاجوری مفتی جامع مسجد رنگون جیسی بلند پایہ علمی شخصیتیں موجود تھیں۔

پھر یہ حضرات بھی اکیلے افراد نہ تھے۔ ہر ایک کے ساتھ ایک پورا حلقہ اعتقاد اور دائرہ اعتماد موجود رہا ہے۔ ان تمام علماء کبار نے مولانا احمد رضا خاں کے اس تکفیری معرکہ میں علماء دیوبند کو مظلوم جانا اور اس کی تحریری شہادتیں دیں اور ان شہادتوں پر اپنی مہریں ثبت کیں۔

ہندوستان کوئی ایک ریاست نہیں ایک وسیع ملک کا نام تھا۔ آج پاکستان، بنگلہ دیش، ہندوستان اور برما علیحدہ علیحدہ ممالک ہیں۔ لیکن کبھی یہ ایک برصغیر تھا۔ اس ایک ملک کے کئی صوبے تھے۔ ہر صوبے کے متعدد اضلاع تھے اور ہر ضلع میں مرکزی جامع مساجد، عربی مدارس اور

مفتیان عظام کے دار الافتاء تھے۔

مشائخ عظام میں تونسہ شریف سیال شریف، گولڑہ شریف اور شرقپور شریف کے حضرۃ میاں شیر محمد صاحبؒ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ خانقاہ گنج مراد آباد، پیلی بھیت، آستانہ عالیہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد، پھلواری شریف ضلع پٹنہ (بہار) کوئی کم اثر رکھنے والے دینی مراکز نہ تھے۔

عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

۱۹۳۰ء کی بات ہے برما کے مسلمانوں نے حجۃ الاسلام حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ اور اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کو تبلیغی مقصد کے لیے اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ یہ حضرات تاریخ مقررہ پر رنگون تشریف لے آئے۔ اور مختلف شہروں اور علاقوں میں وعظ کہے۔ ان کے جانے کے بعد ایک شخص اسماعیل نور اللہ احول نے مولانا احمد رضا خاں کے نفس ناطقہ مولانا حشمت علی خاں کو بلا کر پورے رنگون کی فضا مکدر کر دی۔ اس نے علماء دیوبند پر بدعقیدگی کا الزام لگایا اور کھلے طور پر مناظرے کا چیلنج بھی دیا۔

اس پر مولانا محمد عبد الرؤف خاں جگن پوری فیض آبادی نے ۹۔ دسمبر کو حضرت مولانا عبد الشکور لکھنویؒ اور حضرت مولانا محمد منظور نعمانی کو رنگون بلا لیا۔ اور ۱۱۔ دسمبر ۱۹۳۰ء کو مولانا حشمت علی کی دعوت مناظرہ قبول کرنے کا اعلان کر دیا اور اسے قبول کرنے کی خبر دے دی۔ ۱۲۔ دسمبر کو اس کا اشتہار بھی شائع ہو گیا۔

مولانا حشمت علی نے جونہی ان حضرات کی آمد کی خبر سنی مناظرے کی سب لن ترانیاں بھول گئے اور پھر چپکے سے دبے پاؤں اپنے وطن واپس لوٹ آئے۔ مناظرین اہل سنت کا سامنا کرنے کی انہیں ہمت نہ ہوئی۔

ہم اس وقت مولانا حشمت علی کے اس فرار کا گلہ نہیں کر رہے بتلانا صرف یہ ہے کہ

مولوی حشمت علی کی اس تخریب کاری سے مولانا عبدالرؤف کو موقع مل گیا اور انہوں نے وہ تمام الزامات جو مولانا احمد رضا خاں نے علماء دیوبند پر لگائے پورے ملک کے چھ سو کے قریب علماء کو مع ان حضرات کی اصل عبارات کے خطوط بھیج دیئے۔ ان کے جو جوابات آئے انہوں نے انہیں ۱۹۲۴ء میں براءۃ الابرار عن مکائد الاشرار کے نام سے شائع کر دیا یہ تاریخی دستاویز ۵۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

یہ چار سو کے قریب جوابات ہیں جو ہم تک پہنچے۔ اسے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس معرکہ میں پورا ملک علماء دیوبند کے ساتھ رہا اور اس معرکہ آرائی میں مولانا احمد رضا خاں کے جانشین مولانا حشمت علی ایک کٹے ہوئے پتنگ سے زیادہ اہمیت کے حامل نظر نہیں آتے۔

مولانا حشمت علی نے جس وقت رنگون میں یہ فتنہ اُٹھایا ان کی اس حرکت سے وہاں کا ہر شخص نالاں تھا — تاہم یہ صحیح ہے کہ مولانا حشمت علی کے اس فرقہ وارانہ کردار اور پھر اس بزدلانہ فرار سے ایک اتنی بڑی تاریخی دستاویز تیار ہو گئی جو ہمیشہ رضا خانیت کے تابوت میں آخری میخ سمجھی جاتی رہے گی اور اہل دانش تا حشر رنگون کے اس سانحہ پر یہ گنگناتے سُنائی دیں گے ۔

عدو شرے برخیزد کہ خیرے ما دراں باشد

پیشتر اس کے کہ ہم یہاں برصغیر کے ان علماء حق کے اسماء گرامی لکھیں جنہوں نے مولانا احمد رضا خاں کی تکفیرات کی اس واردات میں علماء دیوبند کا ساتھ دیا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے وہ استفتاء ناظرین کے سامنے کر دیں جو مولانا عبدالرؤف صاحب نے رنگون سے لکھا اور ان اکابر علماء اسلام نے اس کا جواب تحریر کیا :۔

نقل سوال جو علماء کرام اور مشائخ عظام کی خدمت میں روانہ کیے گئے

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ یہاں رنگوں میں

مولوی حشمت علی رضا خانی لکھنوی تشریف لائے اور ہر گلی کوچہ میں جلسہ عام کر کے مجمع عام میں اکابر علماء دیوبند کو خصوصاً اور ان سے تعلق رکھنے والوں کو عموماً کافر کہا اور یہ بھی کہا کہ علمائے دیوبندیہ وہابیہ خاص کر جناب مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ و جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ و جناب مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھویؒ و جناب مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ، اور دیوبندیوں کے پیشوا امام الوہابیہ جناب مولانا شاہ اسمٰعیل شہید صاحبؒ دہلوی (نعوذ باللہ) سب کے سب کافر ہیں جو اُن کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ ان سے میل جول رکھنا سلام وکلام کرنا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی اور ان کے جنازے میں شریک ہونا اور مقابر مسلمین میں دفن ہونے دینا حرام قطعی اور کفر یقینی ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ

(۱) کیا واقعی بقول حشمت علی رضا خانی کے حضرات اکابر علماء دیوبند (نعوذ باللہ) کافر ہیں؟

(۲) وہابی کی کیا تعریف ہے اور ان سے کون لوگ منسوب ہیں؟

(۳) سُنی حنفی کی کیا تعریف ہے اور بدعت کی کیا تعریف ہے اور اس پر کیا وعید ہے؟

براہ کرم اس کا جواب مفصل و مدلل و عام فہم مع حوالہ کتب و مہر و دستخط کے تحریر فرما کر بندہ کو شکریہ کا موقع فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

السائل۔ احقر الزماں محمد عبدالرؤف خاں غفرلہٗ

ولوالدیہ مدرس مدرسہ تعلیم الدین معلمیہ

۲۲۸ مغل اسٹریٹ رنگون

دوسرا اور تیسرا سوال براہ راست علماء دیوبند سے متعلق نہیں اس لیے ہم ان کے تفصیلی جوابات سے تعرض نہ کریں گے جسے ضرورت ہو وہ اصل کتاب براءۃ الابرار میں دیکھ لے —— دیوبندیوں اور بریلیوں کا اصل نزاع پہلے سوال سے متعلق ہے۔ واقعات کی روشنی میں جب اصل الزامات بے بنیاد ثابت ہوئے تو مولانا احمد رضا خاں کی تکفیر امت کی یہ ساری محنت اس طرح ضائع گئی جس طرح ہوا غبارے سے نکل جاتی ہے۔

مولانا احمد رضا خاں کے فتویٰ تکفیر کے شیدائی علماء (جیسے مولانا حشمت علی، مولانا نعیم الدین مراد آبادی، مفتی احمد یار گجراتی، مولانا سردار احمد لائلپوری) نے اپنے اس گھناؤنے کردار سے نوجوانوں پر کیا اثر ڈالا یہ اس اشتہار سے معلوم ہو سکتا ہے جو مولانا حشمت علی کی تقریریں سُن کر رنگون کے نوجوانوں نے نکالا تھا۔ جمعیت شبان المسلمین رنگون کا ۱۹۳۰ء کا یہ اشتہار شیر پریس اسپارک اسٹریٹ رنگون کا چھپا اب بھی ہمارے سامنے ہے اسے ملاحظہ کیجئے اور خود فیصلہ دیجئے کہ بریلویت کی گرتی ہوئی دیوار نے مسلمانوں کی نوجوان نسلوں پر کیا اثرات چھوڑے۔ اس اشتہار کا متن یہ ہے :-

نوجوانانِ رنگون کا مولوی حشمت علی صاحب سے التماس

ہم نوجوانانِ رنگون : آپ کی تقریروں اور لکچروں کے اعلانات کو سُن کر یہ سمجھے تھے کہ غالباً آپ بھی علماء اسلام کی طرح ملک برہما میں تبلیغ اسلام کا فرض انجام دیتے اور مسلمانوں میں تنظیم و اتفاق و اتحاد پیدا کرنے آئے ہیں۔ اس لیے ہم بہت شوق سے آپ کے لکچروں میں شریک ہوئے مگر آپ کی تقریریں سُن کر ہم کو نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ بجائے تنظیم اور اتفاق و اتحاد کے مسلمانانِ رنگون میں اختلاف و فساد اور لڑائی جھگڑا پیدا کر رہے ہیں۔ آپ کی تقریروں میں اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ آپ مسلمانوں کو کافر بناتے اور علماء اسلام کی ایک بہت بڑی جماعت کی توہین و تحقیر کرتے رہتے ہیں۔ ہم نے ان علماء کے مواعظ بہت سُنے ہیں جن کی طرف آپ نے بہت سی باتیں منسوب کر رکھی ہیں۔ مگر وہ اپنے وعظوں اور عام یا خاص جلسوں میں کبھی ان خرافات کو بیان نہیں کرتے۔ رنگون میں ان حضرات کے شاگرد و بکثرت موجود ہیں اور زمانہ دراز سے مقیم ہیں۔ ہم نے کبھی ان کی زبان سے یہ باتیں نہیں سُنیں جو آپ ان کے سر لگاتے ہیں۔ اگر ان حضرات کے یہ عقیدے ہوتے جو آپ بتلاتے ہیں تو کبھی تو ان کی زبان پر یہ باتیں آتیں کیونکہ جس شخص کا عقیدہ جو ہوتا ہے وہ اس کی زبان پر آتا ہے۔ اس لیے ہم ہرگز یہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہو سکتے کہ ان حضرات

کے عقیدے قرآن و حدیث یا فقہ حنفی کے کچھ بھی خلاف ہیں۔ ہم نے ان کی وہ کتابیں بھی دیکھی ہیں جن کا حوالہ آپ عوام کے سامنے دیا کرتے ہیں اور ان کا مطلب بھی علماء سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ان کا مطلب وہ نہیں ہے جو آپ غلط سلط اپنی طرف سے گھڑ کر عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں اس لیے ہم آپ کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کو اس وقت منظم اور متحد و متفق ہونے کی ضرورت ہے ہم اس ناپاک نا اتفاقی کی وجہ ہی سے بہت کچھ کمزور اور دیگر اقوام کے سامنے ذلیل ہو چکے ہیں ہم آپ کے اس طرز عمل کو جس نے ان مسلمانوں میں جو چار دن پہلے باہم شیر و شکر تھے فساد عظیم برپا کر دیا ہے زیادہ عرصہ تک نہیں دیکھ سکتے اور آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ خدا کے لیے مسلمانوں میں اختلاف و افتراق پیدا نہ کیجئے بلکہ ان کو متفق و متحد بنانے کی کوشش کیجئے جیسا کہ اب تک تمام علماء کرتے آئے ہیں اور غیر مسلموں کے سامنے اسلام کی خوبیاں بیان کر کے ان کو اسلام کی طرف لا کر مسلمانوں کی قوت و طاقت کو بڑھایئے اور مسلمانوں کو کافر بنا کر کفار کی مردم شماری میں اضافہ نہ کیجئے۔ والسلام

المشتہر (نوجوانان) ارکان جمعیۃ شبان المسلمین رنگون

مطبوعہ شیر پریس ۲۵۷ اسپارک اسٹریٹ رنگون

۲۷ نومبر ۱۹۳۰ء یوم جمعرات تک اسی طرح علماء دیوبند پر کفر کی بارش ہوتی رہی۔ دوسرے روز ۲۸ نومبر ۱۹۳۰ء یوم جمعہ کو جب یہ اشتہار مذکورہ بالا انجمن شبان المسلمین کے ارکین کی جانب سے چھپ کر عام طور سے تقسیم کیا گیا اور حشمت علی زیر بادی مسجد میں وعظ بیان کر رہے تھے ان کو ایک پرچہ پہنچایا گیا تو فوراً انجمن شبان المسلمین کے اراکین و شیر پریس کے ایڈیٹر کو فوراً کفر کے گھاٹ اتار دیا اور کہا کہ یہ بھی وہابی کافر ہیں۔ انجمن شبان المسلمین کے اراکین اس جرم میں وہابی کافر ہوئے کہ ان کی جانب سے اشتہار مذکورہ بالا چھپا اور شیر پریس کے ایڈیٹر اس وجہ سے وہابی کافر ہوئے کہ انہوں نے اپنے پریس میں اشتہار مذکورہ بالا کو چھاپا۔

اب ہم اکابر علماء اسلام کے اسماء گرامی ذکر کرتے ہیں جنہوں نے مولانا احمد رضا خاں کی تکفیر امت کی اس کارروائی کی سخت مذمت کی اور علماء دیوبند کو دیوبندی بریلوی کی اس کشمکش میں مظلوم قرار دیا۔ اب ہم یہاں ان حضرات کے تفصیلی جوابات شاید عرض نہ کر سکیں۔ اولاً اس لیے کہ ان جوابات کا آپس میں بہت توارد ہے اور ہر ایک جواب میں بیشتر جواب مشترک ہے جسے پورا پورا نقل کرنے میں صفحات میں خاصا اضافہ کرنا پڑے گا اور ہمارے پاس اتنے صفحات نہیں ہیں۔

ہم یہاں باعتبار ریاست اور صوبہ ان اکابر اسلام کے نام لکھیں گے جو حق کی شہادت دے کر اپنے تئیں جنت میں لے گئے۔ کہیں کہیں مشہور شہروں کے نام سے وہاں کے علماء کا فیصلہ لکھیں گے ـــ حق یہ ہے کہ ان متواتر شہادتوں نے علماء دیوبند کو اتنا ہی اونچا کیا ہے جتنا کہ مولانا حشمت علی خاں اور ان کے ساتھیوں کو مناظروں سے فرار کرنے کی تاریخ نے قومی سطح پر نیچا کر دیا ہے۔

علماء ہند کے حشمت علی کے خلاف فیصلہ دینے پر

ـــ خود مولانا حشمت علی پر کیا گزری؟ ـــ

حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ اور حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ نے پورے برما کا دورہ کیا تھا اور مولوی حشمت علی لکھنوی کی فریب کاریوں کا پردہ اچھی طرح چاک کر چکے تھے۔ لوگ حیران تھے کہ مولوی حشمت علی لکھنوی مناظرہ کا چیلنج دینے کے باوجود سامنے آنے سے کیوں گھبراتے رہے۔ جب انہیں بتایا گیا کہ یہ سب جھوٹے الزامات ہیں اور اس نے برما میں افتراق و انتشار کا بیج بونے کی سازش کی ہے تو ہر طرف سے اس پر اظہار نفریں کیا گیا۔ نتیجۃً مولوی حشمت علی کو پھر فرار ہونا پڑا ـــ مولانا عبدالشکور لکھنوی اور مولانا محمد منظور نعمانی اپنے کامیاب دورے کے بعد جب واپس تشریف لے گئے تو مولوی حشمت علی یہ سوچ کر پھر رنگون آوارد ہوئے کہ شاید اب

میدان صاف ہو گیا ہو اور وہ پھر سے علماء دیوبند کی تکفیر کا شغل شروع کر سکیں۔

اب مولانا حشمت علی کا پالا کن سے پڑا

اب کی مرتبہ موصوف کا سامنا کسی عالم سے نہیں ہوا بلکہ رنگون کے شعراء سے ہوا اور انہوں نے اپنے اشعار کے ذریعہ مولوی حشمت علی کے تکفیری افسانوں کا پردہ کھولا۔ رنگون کے مشہور شاعر عالی جناب منشی عبد الرحیم صاحب کے چند اشعار ملاحظہ فرمایئے۔ آپ نے مسجد میں مولوی حشمت علی کی ان کارروائیوں پر کہا ؎

ہو کے عالم دلِ مسلم کو ستاتے کیوں ہو — گھر میں اللہ کے تم آگ لگاتے کیوں ہو [1]

مرغِ بسمل کی طرح وجد میں آتے کیوں ہو — عرس میں قبر پہ رنڈی کو نچاتے کیوں ہو [2]

یہ معمہ نہیں کھلتا ہے تمہارا ہم پر — چھیڑ لیتے ہو کیوں منہ کو چھپاتے کیوں ہو [3]

لے کے تکفیر چلے چھوڑ کے کارِ تبلیغ — خاک میں عزتِ مسلم کو ملاتے کیوں ہو [4]

مولانا حشمت علی نے اپنی ایک تقریر میں یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی ؒ کی بلی بھی غیب جانتی تھی۔ اس پر شاعر نے کہا ؎

غوثِ اعظم کی جو بلی ہوئی عالمِ غیب — غیب داں خاص نبی ہی کو بتاتے کیوں ہو

تم نے بلی کو بنایا ہے نبی کا ہمسر — اپنے کرتوت کو باتوں میں چھپاتے کیوں ہو [5]

آپ کو یہ پوری نظم براءۃ الابرار ص۴۹۴ ص۴۹۵ ص۴۹۶ پر ملے گی۔

مولوی حشمت علی کا قیام رنگون کی زیربادی مسجد میں تھا۔ انہوں نے اپنی سابقہ خفت مٹانے

---

[1] یہ اس بیان کی طرف اشارہ ہے جو مولانا حشمت علی نے رنگون کی ایک مسجد میں کیا تھا۔ [2] اس میں ایک عرس کے موقع پر فاحشہ عورتوں کے مجرا کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ [3] اس میں اشارہ اس بات کا کہ مولانا حشمت علی مناظرہ کا چیلنج دینے کے باوجود مولانا محمد منظور نعمانی کے سامنے نہ آسکے۔ [4] موصوف کا دعویٰ تھا کہ میں برما میں دین کی تبلیغ کے لیے آیا ہوں لیکن یہاں انہوں نے سوائے تکفیر مسلم کے اور کچھ کام نہ کیا [5] براءۃ الابرار ص۴۹۶

اعلان کیا کہ ۱۳ مئی ۱۹۳۲ء کو شہادت حسنین کے موضوع پر جلسہ عام ہوگا. لوگ جمع ہوگئے. لیکن ہوا کیا اسے شاعر کی زبان سے سنیئے :

مساجد مرکز دین و ہدیٰ ایمان کے گہوارے — چمکتے تھے جہاں نور نبوت کے کبھی تارے
بجائے دولتِ ایماں یہاں تحقیر بٹتی ہے — مے وحدت کی اب یاں فقط تکفیر بٹتی ہے
یہیں مخلوق کی مثل خدا تعظیم ہوتی ہے — شریعت کے قواعد میں یہیں ترمیم ہوتی ہے
یہیں منبر پہ جلوہ ریز ہیں وہ حرص کے بندے — کہ جن کو کھینچ لائے ہیں نقطہ یاں پیٹ کے دھندے
اٹھو خوابِ گراں سے چونک اٹھو اے مسلمانو — نہیں تعظیم کے قابل تم ان کی پیروی چھوڑ دو

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا حشمت علی نے اب شہادت کے مبارک اور مقدس نام پر لوگوں کو جمع کر کے علماء حق کو کوسنے کی راہ نکالی تھی اور خانہ خدا میں پھر اسی مکروہ کام کو جاری رکھا تھا. علماء امت پر سب و شتم اور تکفیر کرنا ان کا ہمیشہ مشغلہ رہا ہے.

مولانا حشمت علی پر بدامنی پیدا کرنے کا مقدمہ

مولانا حشمت علی کی یہاں کی اشتعال انگیز تقریر سے جلسہ میں کھلبلی مچ گئی اور ان پر زیر دفعہ ۱۵۳. تعزیراتِ ہند مقدمہ قائم ہوگیا جو ایک سال جاری رہا. ۱۴ جون ۱۹۳۳ء کو مقدمہ کا فیصلہ سنایا گیا. روزنامہ شیر رنگون کی رپورٹ کے مطابق وہ فیصلہ یہ ہے :-

مجسٹریٹ صاحب نے ملزم حشمت علی کو زیر دفعہ ۱۵۳. تعزیراتِ ہند اور زیر دفعہ (۱۰۷ الف) قانون ضابطہ فوجداری اس جرم کا قصور وار قرار دیا کہ انہوں نے دیدہ و دانستہ بلوہ فساد پیدا کرنے کی نیت سے اشتعال انگیزی کی — اور حکم سنایا ہے کہ ان سے سو سو روپیہ کے مچلکے لے کر رہا کر دیا جائے اور آئندہ ایک سال کے اندر جب طلب کیا جائے تو حاضر ہو کر حکم سزا سنیں اور اس عرصہ میں پُر امن اور نیک چلن رہیں.[1]

[1] اخبار شیر رنگون ۱۶ جون ۱۹۳۳ء

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا حشمت علی کو فساد پیدا کرنے کا کس قدر شوق تھا معلوم نہیں انہوں نے کتنی دفعہ سو سو روپیہ کے مچلکے عدالتوں میں داخل کرائے ہوں گے. مولانا حشمت علی خاں پر یہ فیصلہ بجلی بن گرا. ان کے اذناب واتباع وہاں منہ چھپاتے رہ گئے.

ع کاٹو تو بدن میں لہو نہیں

مولانا عبد الرؤف خاں کا کہنا ہے کہ مولانا حشمت علی نے المدد یا سیدی احمد رضا اور المدد یا غوث اعظم المدد کے بہت نعرے لگائے لیکن پھر بھی ان پر یہ ذلت ورسوائی آکر ہی رہی انہوں نے اس داغ کو مٹانے کے لیے وکیل کو مختار کیا اور ۸. جولائی ۱۹۴۴ء کو رنگون سے فرار ہو گئے. آپ کے وکیل نے رنگون کے ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی. مگر دو تین پیشیوں کے بعد وہ بھی ۱۴. اگست ۱۹۴۴ء کو وہ بھی خارج ہو گئی

اخبار شیر رنگون نے ۱۵ ستمبر ۱۹۴۴ء کو اس عدالتی کارروائی کی رپورٹ شائع کی ہے. ہم اسے بھی یہاں من وعن درج کیے دیتے ہیں.

حشمت علی رضا خانی کا مرافعہ خارج ہو گیا

عدالت عالیہ رنگون کے جج مسٹر داس نے مولانا حشمت علی کی اپیل کی سماعت کی. مولوی موصوف کی مشرقی سب ڈویژنل مجسٹریٹ رنگون کی عدالت سے زیر دفعہ (۱۵۳) تعزیرات ہند ایک سو روپیہ نقد اور دو شخصی نیک چلنی کی ضمانتیں زیر دفعہ ۵۶۲ (الف) ضابطہ فوجداری کے لیے ہدایت ہوئی تھی. مولوی موصوف نے ۱۳. مئی ۴۴ء کو زربادی مسجد میں اپنی تقریر کے دوران سورتی کمیٹی کے جذبات کو مجروح کیا تھا. مرافعہ گذار نے عشاء کی نماز کے بعد تقریباً نو بجے شب زیربادی مسجد مغل اسٹریٹ میں حضرت سیدنا امام حسنؓ وحسینؓ کی شہادت پر تقریر کی استغاثہ کی شہادتوں کا بیان ہے کہ اپیلانٹ نے اپنی تقریر کے دوران میں اصلی مضمون سے رخ پھیر کر دیوبندی سورتیوں کے جذبات کو مجروح کیا جس سے بلوے کا اندیشہ تھا فاضل جج نے فرمایا کہ پہلا جرم زیر دفعہ (۱۵۳)

یہ ہے کہ ملزم کی تقریر غیر قانونی تھی۔ پہلی عدالت اس امر کی تصدیق کرتی ہے کہ مرافعہ گذار نے سورتیوں کو وہابی کافر جیسے الفاظ سے موسوم کیا جس سے جرم عائد ہو سکتا ہے۔

دُوسرا جرم پبلک کو اشتعال دلانے کا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مقدمہ ہذا میں اشتعال دلانے کا کام غیر قانونی تھا۔ اپیلانٹ نے اپنی تقریر میں صرف اشتعال ہی نہیں دلایا، بلکہ حاضرین جلسہ کو سورتی وہابی مسلمانوں کو دھمکانے پر آمادہ کیا۔ مرافعہ گذار اس امر سے بخوبی واقف تھا کہ اس کی اشتعال انگیز تقریروں سے بلوے کا خوف ہے۔ کیونکہ جلسے میں کھلبلی مچ جانا اس امر کا کافی ثبوت ہے۔ فاضل جج کے خیال میں اپیلانٹ نے توہین آمیز الفاظ اپنے مخالفین کے حق میں ضرور استعمال کیے ہیں۔ لہٰذا اپیل خارج کر دی گئی۔

(از اخبار شیر رنگون مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۲ء یوم جمعہ)

اب ہم ان علماء حق کا کہیں صوبہ وار، کہیں ضلع وار اور کہیں شہر وار ذکر کریں گے آپ گنتے رہیں کہ کس کثیر تعداد علمائے کرام نے مولانا احمد رضا خاں اور مولانا حشمت علی خاں کے الزامات کو غلط قرار دیا ہے۔ واللہ ھو الموفق لما یحبہ ویرضی بہ۔

① دہلی

دہلی ہندوستان کا قدیم علمی مرکز ہے۔ مدرسہ رحیمیہ یہیں تھا جہاں حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ اور ان کے بعد حضرت شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ حدیث پڑھاتے رہے۔ مولانا مملوک علی مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ، مولانا شاہ عبدالغنیؒ اور مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ سب یہیں کے پڑھے ہوئے تھے۔ یہاں مدرسہ عبدالرب۔ مدرسہ حسین بخش۔ مدرسہ امینیہ پانی پتیاں جو کشمیری دروازہ دہلی کے پاس تھا۔ اور مدرسہ فتحپوری یہاں کے علمی مراکز تھے۔ جب مولانا عبدالرؤف صاحب جگن پوری نے رنگون سے ان علماء دہلی سے استفسار کیا تو یہاں کے تقریباً چالیس علماء نے علماء دیوبند کے حق میں فیصلہ دیا۔ (مولانا احمد رضا خان کی تکفیری واردات

کی سخت مذمت کی

ہم یہاں دہلی کے ان چالیس علماء کرام کے نام لکھے دیتے ہیں جنہوں نے اس نازک مرحلے پر علماء حق کا ساتھ دیا۔ ان کے مفصل جوابات آپ کو براءۃ الابرار کے صفحہ ۱۰۴ صفحہ ۲۱۶ صفحہ ۲۶۴ تا ۲۶۷ اور صفحہ ۴۳۱ پر ملیں گے

مدرسہ عبدالرب مرحوم دہلی کے ان سات علماء نے خان صاحب کو ان کی اس تکفیری مہم میں مجرم ٹھہرایا :-

۱۔ مولانا عبدالوہاب صاحب ۲۔ مولانا محمد شفیع صاحب ۳۔ مولانا عزیز احمد صاحب
۴۔ مولانا محبوب علی صاحب ۵ مولانا محمد رفیع صاحب ۶۔ مولانا محمد رفیق احمد صاحب
۷۔ مولانا مظہر اللہ صاحب

پھر دہلی کے ان چار اور علماء نے بھی ان کی تصدیق کردی :-

۱۔ مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ۲۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب ۳۔ مولانا دوست محمد صاحب
۴۔ مولانا شفاعت اللہ صاحب

پھر مدرسہ امینیہ دہلی کے چھبیس علماء کرام نے اس تکفیری واردات میں مولانا احمد رضا خان کو قصوروار ٹھہرایا :-

۱۔ مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب ۲۔ مولانا ضیاء الحق صاحب ۳۔ مولانا انظار حسین صاحب
۴۔ مولانا سکندر دین صاحب ۵۔ مولانا عبدالغفور صاحب ۶۔ مولانا خدا بخش صاحب
۷۔ مولانا عبدالقدوس صاحب ۸۔ مولانا غلام نبی صاحب ۹۔ مولانا رحیم شاہ صاحب
۱۰۔ مولانا غلام سرور صاحب ۱۱۔ مولانا نصر اللہ صاحب ۱۲۔ مولانا محمد واصل صاحب
۱۳۔ مولانا گل محمد صاحب ۱۴۔ مولانا علی محمد جامی صاحب ۱۵۔ مولانا محمد حسین شاہ صاحب
۱۶۔ مولانا عبدالغفار اعظمی صاحب ۱۷۔ مولانا محمد یوسف صاحب ۱۸۔ مولانا عبدالستار صاحب
۱۹۔ مولانا سلامت اللہ صاحب ۲۰۔ مولانا حفیظ الدین صاحب ۲۱۔ مولانا نذیر احمد صاحب

۲۲. مولانا عبد الودود صاحب ۲۳. مولانا محمد ایوب صاحب ۲۴. مولانا عبد الوہاب صاحب
۲۵. مولانا میاں جی صاحب ۲۶. مولانا نور محمد صاحب ۲۷. مولانا محمد شفیع صاحب
۲۸. مولانا عبد الوہاب صاحب

دہلی میں حضرت سلطان نظام الدین اولیاءؒ کے حلقے نے بھی مولانا احمد رضا خاں کو قصور وار ٹھہرایا اور علماء دیوبند کے حق میں دستخط کر دیئے. جمعیت علماء ہند بھی اس وقت قائم ہو چکی تھی اور ان کا دفتر بھی دہلی میں تھا. انہوں نے بھی مولانا حشمت علی خاں کے رنگون کے فتویٰ کی تصدیق کی اور اس پہ دستخط کیے.

۲ بنگال

مسلم آبادی کے لحاظ سے ہندوستان کا سب سے بڑا صوبہ بنگال تھا. وہاں بڑے بڑے دینی مراکز موجود تھے. ڈھاکہ سلہٹ اور چاٹگام کے سب علماء نے بالاتفاق علماء دیوبند کا ساتھ دیا. اور مولانا احمد رضا خاں کی مسلمانوں کی اس تکفیر کی سخت مذمت کی. بنگال کے جن علماء نے علماء دیوبند کو حق پہ بتلایا ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں. سلہٹ کے شاہ جلال کے مرکز میں اب تک علماء دیوبند ہی علمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں.

۱. ڈھاکہ

ڈھاکہ کے مدرسہ عالیہ اسلامیہ عربیہ کالج سے کون واقف نہیں. اس کے مندرجہ ذیل علماء نے مولانا احمد رضا خاں کے تکفیری معرکہ میں علماء دیوبند کو حق پر قرار دیا:

۱. مولانا محمد اسحاق صاحب ۲. محمد ارشاد اللہ صاحب ۳. مولانا سید عبد الباری صاحب
۴. مولانا شمس اللہ صاحب ۵. مولانا محمد حسن رضا سلہٹی

پھر مدرسہ اسلامیہ عربیہ کے ناظم مولانا ابو الفضل نے بھی اس کی تصدیق کی.

۲۔ چاٹگام

مدرسہ ناصر الاسلام فتحپور شہر کے ان علماء نے علماء دیوبند کو حق پر ٹھہرایا۔

۱۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب ۲۔ مولانا عافی الدین صاحب ۳۔ مولانا عبد المجید صاحب

۴۔ مولانا عبد الجلیل صاحب ۵۔ مولانا محمد علی احمد صاحب ۶۔ مولانا عبد الغفور صاحب

شہر چاٹگام میں مدرسہ دار العلوم کے مولانا نور محمد صاحب نے اس کی تصدیق کی اور مندرجہ ذیل حضرات نے اس کی تصدیق مزید کی۔

۱۔ مولانا محمد امین ۲۔ مولانا عبد الودود ۳۔ مولانا منظر احمد ۴۔ مولانا امین الدین

۵۔ مولانا میر مسعود علی ۶۔ مولانا ابو الحسن محمد عبد الحق ۷۔ مولانا میر احمد ۸۔ مولانا محمد عبد الاول

۹۔ مولانا فیض الکریم ۱۰۔ مولانا فضل الرحمٰن ۱۱۔ مولانا محمد عبد المنان ۱۲۔ مولانا ابو الحسن

۱۳۔ مولانا افاض اللہ ۱۴۔ مولانا محمد نذیر احمد ۱۵۔ مولانا سفیر الرحمٰن ۱۶۔ مولانا محمد سلیمان

۱۷۔ مولانا عبد المعبود ۱۸۔ مولانا محمد خلیل الرحمٰن

چاٹگام کا مدرسہ معین الاسلام ہاٹھہزاری بنگال کا ایک بڑا مرکزی مدرسہ ہے اس کے دار الافتاء کی طرف سے مندرجہ ذیل علماء نے علماء دیوبند کے حق میں فیصلہ دیا:۔

۱۔ مولانا مفتی فیض اللہ ۲۔ مولانا حبیب اللہ ۳۔ مولانا خلیل الرحمٰن ۴۔ مولانا افاض الدین

۵۔ مولانا یعقوب علی ۶۔ مولانا ضمیر الدین ۷۔ مولانا صدیق احمد ۸۔ مولانا عبد الجبار

پھر مولانا محمد ذاکر صاحب مدرس مدرسہ معین الاسلام نے بھی اس فتویٰ کی توثیق کی چاٹگام کے قصبہ تالگاؤں ڈاک خانہ کا پخنہ کے مولانا فضل الرحمٰن نے بھی اس کی تصدیق فرمائی۔ فتحپور کے مولانا نذیر احمد نے بھی علماء دیوبند کے حق میں فیصلہ دیا موضع مدارشہ مچھوا کے شیخ جلیل مولانا عبد المجید نے بھی مولانا احمد رضا خاں کے تمام الزامات کو جھوٹا ٹھہرایا اور علماء دیوبند کو مظلوم قرار دیا جن پر مولانا احمد رضا خاں نے طرح طرح کے الزام لگا رکھے ہیں۔

یہ چاٹگام کے ۳۷ علماء کا بیان ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے جو الزامات علماء دیوبند

پر لگائے ہیں وہ قطعاً ان میں ثابت نہیں ہوتے اور مولانا احمد رضا خاں کی اس تکفیر امت کی واردات میں علماء دیوبند مظلوم ہیں۔

۴۔ سلہٹ

سلہٹ کے علماء ہیں۔ ۱۔ مولانا عبدالرحیم۔ ۲۔ مولانا فضل الرحمٰن۔ ۳۔ اور مولانا عبدالغنی نے اس پر دستخط کیے اور علماء دیوبند کو مظلوم قرار دیا۔

میمن سنگھ کے۔ ۱۔ مولوی عبدالرحیم۔ ۲۔ مولانا صدیق احمد۔ ۳۔ اور مولانا محمد نور نے اس تاریخی دستاویز پر دستخط کیے۔

بنگال کے یہ ۴۴ علماء کبار کی تصدیق ہے کہ علماء دیوبند پر وہ الزامات ہرگز ثابت نہیں ہوتے جو مولانا احمد رضا خاں اور ان کی جماعت کے لوگ ان علماء حق پر لگاتے ہیں۔ انڈال ضلع بردوان کے مدرسہ نوریہ کے مدرس مولانا عبدالقیوم نے علماء دیوبند پر الزامات لگانے والوں کو گستاخ بدمذہب بددماغ اور طالب دنیا قرار دیا ہے۔[۱]

بنگال کے ان علماء کی تصدیقات اور عبارات آپ کو براءت الابرار عن مکائد الاشرار کے ص ۱۹۶/۱۹۸ ص ۱۹۰/۱۹۲ ص ۱۹۸/۲۰۴ ص ۲۶۰/۲۶۵ ص ۲۶۸/۳۱۹ ص ۳۱۹/۳۲۸ اور ص ۳۶۶ میں ملیں گی۔

علماء کلکتہ کا تاریخی فیصلہ

کلکتہ اور ڈھاکہ صوبہ بنگال کے مرکزی شہر تھے۔ علماء ڈھاکہ کا فیصلہ آپ کے سامنے آچکا۔ اب علماء کلکتہ کا فیصلہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ یہ فیصلہ مدرسہ عالیہ کی طرف سے مولانا عبدالرؤف صاحب قادری نے لکھا اور دیگر بیس علماء نے اس پر دستخط فرمائے۔ مولانا قادری صاحب علماء دیوبند کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

یہ سب حضرات مسلمان، اہل السنۃ والجماعۃ اور حنفی المذہب تھے کافر نہ تھے

---

[۱] براءت الابرار ص ۱۴۲

جب تک زندہ رہے اسلام کی خدمت کرتے رہے۔ فقہ حنفی اور احادیث نبوی کی اشاعت میں جو خدمات انہوں نے سرانجام دی ہیں وہ سب کو معلوم ہیں۔ انتقال کے بعد بھی ان کا فیض جاری ہے۔ ان کے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت دین کی خدمت کر رہی ہے اور دارالعلوم دیوبند اس وقت ہندوستان میں اسلامی تعلیم کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ بعض ہمعصر علماء کو ان کے ساتھ اختلافات تھے ان لوگوں نے محض لفظوں کی گرفت پہ تکفیر کی وہ قابل اعتبار نہیں ہے۔[1]

اس تحریر پہ پھر مندرجہ ذیل علماء نے تصدیق فرمائی:۔

مولانا ابرارالحق صاحب۔ مولانا ابوالمکارم محمد ابراہیم۔ مولانا ممتاز الدین احمد۔ مولانا محمد نوراللہ مدرس مدرسہ عالیہ۔ مولانا محمد اسمٰعیل سنبھلی۔ مولانا محمد حسین۔ مولانا ولایت حسین۔ مولانا محمد جمیل انصاری۔ شمس العلماء مولانا محمد یحییٰ۔ مولانا محمد فضل اللہ (پرگنہ) صدر مدرس مدرسہ قدسیہ۔ مولانا محمد یٰسین صاحب۔ مولانا ابوطاہر محمد یوسف الحنفی۔ مولانا نعمت اللہ۔ مولانا محمد عبدالقیوم۔ مولانا الطاف احمد ہیڈ مولوی اکرا۔ مولانا سید عمیم الاحسان المجددی۔ مولانا عبدالستار مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ۔ مولانا محمد عزیز الرحمٰن امام مسجد جمال الدین مرحوم۔ مولانا ابو یحییٰ محمد عبدالرؤف جندی برکاتی۔[2]

ہم پہلے بنگال کے ۴۲ علماء کرام کے نام دے آئے ہیں جنہوں نے ان اختلاف میں مولانا احمد رضا خاں کی کسی بات کو لائق توجہ نہیں سمجھا اور کھل کر علماء دیوبند کے حق میں فیصلہ دیا اب یہ کلکتہ کے بیس علماء کو شامل کریں تو یہ عدد باسٹھ ۶۲ کا ہو جاتا ہے۔

فرحمهم الله تعالیٰ

---

[1] براءت الابرار ص۱۰۹ [2] ایضاً ص۱۱۰

۴ بہار

ہندوستان کا یہ بھی ایک بڑا صوبہ ہے۔ جہاں مسلمان کثیر تعداد میں آباد ہیں۔ خان صاحب نے اہل سنت کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کے لیے جو عقائد علماء دیوبند کے ذمہ لگائے بہار کے ان علماء کرام نے علماء دیوبند کو ان تمام الزامات سے بُری قرار دیا اور بتلایا کہ صحیح اہل السنۃ والجماعت یہی لوگ ہیں جو اسلام میں شرک و بدعت کے کسی عمل کو راہ نہیں دیتے۔

بہار کے ضلع پٹنہ میں پھلواری شریف ایک معروف خانقاہ ہے وہاں کے دفتر امارت شرعیہ سے یہ فتویٰ صادر ہوا :-

> علماء دیوبند اور ان کے متبعین مسلمان ہیں اور امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے پیرو ہیں۔ مذکور فی السوال علماء کا شمار متورع (پرہیزگار) علماء میں ہے ان کو کافر کہنا معصیت کبیرہ ہے۔[1]

مولانا محمد عثمان غنی نے دفتر امارت شرعیہ کی طرف سے اس بیان پر ۶ جمادی الاُخریٰ ۱۳۵۰ھ کو دستخط کیے اور حق کی شہادت دی۔

پھر صوبہ بہار کے شہر گیا کے نامور عالم مولانا ولایت حسین نے اس پر دستخط کیے مولانا ولایت حسینؒ کی کتاب کشف التلبیس تین حصوں میں ہے جسے بھیرہ کے مولانا ظہور احمد بگوی نے جامع مسجد بھیرہ سے بڑے اہتمام سے شائع کیا۔ بگوی خاندان کے مورث اعلیٰ مولانا احمد الدین بگویؒ نے بھی کھل کر حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کے حق میں بیان دیا تھا۔ مولانا ولایت حسین رنگون میں خلفشار پیدا کرنے والے مولانا حشمت علی کے بارے میں لکھتے ہیں :-

> ایسے کور باطن سیاہ بختوں کو جہاں تک ناقابل التفات سمجھئے وہی بہتر ہے اور عام مسلمانوں کو ان کی موانست اور مجالست سے بچنا اور بچانا لازم

---

[1] براۃ الابرار ص

...... بریلوی دارالتکفیر کی خرافات کا تفصیلی جواب جس کو دیکھنا ہو وہ مولانا مرتضیٰ حسن دیوبندی سلمہ اللہ تعالیٰ کی تصانیف کو دیکھے۔[1]

پھر اس پہ مدرسہ اسلامیہ گیا کے صدر مدرس عمدۃ المحققین مولانا محمد خیر الدین نے بھی دستخط کیے۔ پھر مدرسہ امدادیہ دربھنگہ کے دارالافتاء کی طرف سے مندرجہ ذیل علماء کرام نے بھی اس پہ دستخط کیے:-

۴۔ مولانا مفتی عبدالحفیظ صاحب ۵۔ مولانا محمد طیب ۶۔ مولانا محمد زکریا ۷۔ مولانا عبدالولی ۸ مولانا عبدالباری۔

صوبہ بہار میں مونگیر میں جامعہ رحمانی بھی ہندوستان کی مشہور درسگاہ ہے۔ اس کے مولانا نعیم الدین اور مولانا ابو السیف رحمانی نے بھی علماء دیوبند کے حق میں فیصلہ دیا:-

جو شخص ان حضرات کی تکفیر کرتا ہے اور ایسے بہترین لوگوں کے متعلق زبان درازی کرتا ہے وہ آسمان پر خاک ڈالتا ہے اور اپنی عاقبت خراب کرتا ہے۔[2]

پھر دربھنگہ کے ان سولہ علماء کبار نے دیوبند کے حق میں دستخط کیے اور انہیں پکا اہل السنۃ والجماعۃ ٹھہرایا۔[3]

۱۔ مولانا مفتی عبدالحفیظ ۲۔ مولانا سراج احمد ۳۔ مولانا عبدالواحد
۴۔ مولانا عبدالرحیم ۵۔ مولانا ابو حمید ۶۔ مولانا عبدالرحمٰن
۷۔ مولانا محمد مظفر حسین ۸۔ مولانا محمد سلیمان ۹۔ مولانا توحید الحسن
۱۰۔ مولانا عبداللہ ۱۱۔ مولانا محمد مفیض الدین ۱۲۔ مولانا عبدالغنی
۱۳۔ مولانا عبدالرشید ۱۴۔ مولانا محمد سلیمان ۱۵۔ مولانا عبدالوہاب
۱۶ مولانا محمد عبدالعزیز۔

[1] براءت الابرار ص۱۴۸ [2] ایضاً ص۲۱۱ [3] ایضاً ص۲۹۹

۴/۶

بہار کے شہر سمستی پور کے مشہور عالم مولانا احمد حسین[1] نے بھی اس پہ دستخط کیے اور لکھا۔

جن اکابر علماء کو حشمت علی کافر کہتا ہے وہ سب کے سب ہمارے مقتدار عالم علم شریعت وطریقت اور ماہر رموز حقیقت و معرفت تھے ...... ان بزرگوں کو جو کوئی کافر کہے وہ خود بے دین اور کافر ہے[1]

یہ بہار کے ستائیس علماء کبار کی تصدیق ہے کہ مولانا احمد رضا خاں اپنی اس تکفیری واردات میں حق پر نہیں اور یہ کہ علماء دیوبند ان الزامات میں قطعاً مظلوم ہیں جو مولانا احمد رضا خاں اور مولانا حشمت علی نے ان کے ذمہ لگائے اور امت مسلمہ کو اپنی اس تیغ تکفیر سے گھائل کیا۔

⑤ لکھنؤ

لکھنؤ بھی ہندوستان کا ایک علمی مرکز رہا ہے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی کا فتویٰ پورے ہندوستان میں چلتا تھا علماء فرنگی محل کا مرکز بھی یہی رہا ہے۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء بھی یہیں ہے۔ حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی کی درسگاہ بھی یہیں تھی حضرت مولانا عین القضاۃ کا مدرسہ عالیہ فرقانیہ یہیں تھا۔ جہاں پورے ہندوستان سے علماء کھنچے چلے آتے تھے مولانا احمد رضا خاں کے اس تکفیری معرکہ میں مندرجہ ذیل علماء نے علماء دیوبند کے حق میں فیصلہ دیا۔ اور مولانا احمد رضا خاں کو قصور وار ٹھہرایا۔

۱. مولانا عبدالمجید ندوی شبلی ہوسٹل لکھنؤ ۲. مولانا محمد عبدالوحید الندوی

۳. مولانا شبلی مدرس دارالعلوم ندوہ ۴. مولانا محمد سعید الندوی

علماء فرنگی محل کی طرف سے ان علماء نے علماء دیوبند کے حق میں دستخط کیے اور

---

[1] براءت الابرار ص۲۶۳

۱. مولانا حجۃ اللہ الانصاری محمد شفیع فرنگی محلی ۲. مولانا محمد ایوب فرنگی محلی
۳. مولانا عزیز الرحمٰن نقشبندی مجددی ۴. مولانا محمد ایوب فرنگی محلی ۵ مولانا انوار الحق فاروقی لکھنوی

اس کے ضلع بارہ بنکی میں زید پور کے مدرسہ امداد العلوم کے مولانا عبد الغنیؒ ایک بڑے محقق عالم گزرے ہیں. انہوں نے بھی علماء دیو بند کے حق میں دستخط کیے. بارہ بنکی کے قصبہ رودولی کے مولانا الطاف الرحمٰن النعمانیؒ نے بھی اس پر دستخط کیے. مولانا سید مرتضیٰ حسینؒ رضوی رودولوی نے بھی اس فیصلہ کی حمایت میں اس پر دستخط کیے.

بارہ بنکی کے ڈاک خانہ بھیلسر میں ان دنوں ایک مشہور فقیر صوفیؒ محمد ابراہیم تھے جنہیں باطنی خدمت پر مامور من اللہ کہا جاتا تھا انہوں نے بھی علماء دیوبند کو حق پر ٹھہرایا.

شہر بارہ بنکی کے مدرسہ عربیہ دار العلوم کی طرف سے مولانا محمد اسمٰعیلؒ نے تمام علماء دیوبند اور ان کے دہلوی اکابر کے بارے میں لکھا :-

> یہ کل حضرات علماء حق اور العلماء ورثۃ الانبیاء کے درجہ میں داخل ہیں.
> ان علماء کی شان میں سوء ادبی کرنا سخت گناہ ہے اور فسق و فجور کا طوق گلے میں لٹکانا ہے. [1]

پھر اس پر مولانا عبد القیومؒ صاحب مدرس دار العلوم شہر بارہ بنکی نے بھی دستخط فرمائے.
حضرت مولانا عبد الشکور لکھنویؒ نے بھی مولانا احمد رضا خاں کے اس معرکہ تکفیر میں نہ صرف علماء دیو بند کی تصدیق کی بلکہ مولانا احمد رضا خاں اور ان کے پیروؤں کے سامنے علماء دیو بند کی وکالت بھی کرتے رہے. لکھنؤ کی ان سولہ شہادتوں کے بعد اب آئیے ہم آپ کو اعظم گڑھ لے چلیں اودھ کے ضلع ہردوئی کی تصدیقات ہم آگے ایک مستقل عنوان سے ذکر کریں گے.

---

[1] براءت الابرار صـ ۱۲۹

⑥ اعظم گڑھ

عیدگاہ سرائے میر میں بیت العلوم ایک مدرسہ ہے اس کے مولانا عبدالغنی نے علماء دیوبند کے بارے میں لکھا ہے۔

حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید دہلویؒ و نیز علماء دیوبند متبع سنت سیدالمرسلین ہیں جماعت اہل حق کے سرتاج و پیشوا ہیں۔ ان کو کافر کہنے والا گمراہ اور بددین ہے[1]

حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ بھی اعظم گڑھ سے تھے آپ مولانا شبلی نعمانی کے شاگرد تھے۔ آپ علماء دیوبند کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

جن لوگوں کے نام اوپر لکھے ہیں وہ صلحائے امت میں سے ہیں۔ ان کی تکفیر وتفسیق درست نہیں وہ لوگ اہل السنۃ والجماعۃ اور حنفی ہیں۔

مولانا محمد عمر اعظم گڑھیؒ نے بھی علماء دیوبند کے حق میں رائے دی ہے مولانا عبدالرؤف نے ان کی خدمت میں بھی استفتاء بھیجا تھا جو ۲۰۱ کے تحت طبع ہے اور اس کا جواب براءۃ الابرار کے ص۲۲۵ میں بڑی تفصیل سے مذکور ہے

آیئے اب آپ کو ان دور کی ریاستوں میں لے چلیں جو دیوبند اور بریلی دونوں سے بڑی مسافت پر ہیں اور پھر ان سے یہ فیصلہ کرائیں کہ احمد رضا خاں نے جو الزامات علماء دیوبند کے ذمہ لگائے کیا ان میں کچھ بھی واقعیت ہے یا یہ سارا دھندہ مولانا احمد رضا خاں اور ان کے پیروؤں کی ضد کے باعث وقوع میں آیا ہے۔

۱۔ ریاست ٹونک (عدالت شرع)

براءۃ الابرار کے ص۹۳ پر ان پانچ علماء کی تصدیق ثبت ہے۔

---

[1] براءت الابرار ص۱۱۱

مولانا ابوالحسن۔ مولانا محمد حسین۔ مولانا احمد مجتبیٰ۔ مولانا قاضی محمد عرفان۔ مولانا عبدالرحیم

۲۔ ریاست بھوپال

مولانا محمد عبدالہادیؒ اور مولانا محمد عبدالرحمٰنؒ دونوں مجلس علماء کے سرکاری رکن ہیں مولانا مفتی محمد حسنؒ ریاست بھوپال کے سرکاری دارالافتاء کے مفتی ہیں۔ ریاست بھوپال کے ان تینوں کا فیصلہ یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خان اپنے ان الزامات میں ہرگز حق پہ نہیں اور علماء دیوبند اہل السنۃ والجماعۃ عقیدے کے ہیں۔

اصل عبارات کے لیے براءۃ الابرار ص۹۴ ص۹۵ ص۲۸۸ ملاحظہ فرمائیں۔

۳۔ ریاست رامپور

حضرت علامہ مفتی سعداللہ مرحوم کے جانشین مولانا مفتی اسداللہ مقیم بنگلہ آزاد خاں ریاست رام پور لکھتے ہیں:۔

کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کی نسبت بھی کافر ہونے کا عقیدہ رکھنا موجب کفر ہے چہ جائیکہ ان علماء کو جن کی شان میں صریح حدیث وارد ہے کافر کہنا یقیناً قائل کو کافر بنا دے گا۔ اس پر توبہ اور تجدید اسلام و نکاح فرض ہے[1]

۴۔ ریاست بہاول پور

ریاست کے سرکاری دارالافتاء کی طرف سے شیخ الجامعہ العباسیہ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی نے اکابر علماء دیوبند کے بارے میں لکھا آپ پیر مہر علی شاہ کے خلیفہ تھے

اکابر علماء دین ہرگز کافر نہیں ہیں بلکہ بڑے اولیاء اللہ ہیں۔[2]

۵۔ ریاست اسلامی حیدر آباد دکن

رنگون کے مولانا عبدالرؤف کے استفتاء کے جواب میں حضرت مولانا سید صبغۃ اللہ شاہ نے ریاست اسلامی حیدر آباد سے مندرجہ ذیل جواب لکھا۔

---

[1] براءۃ الابرار ص۲۶۲ [2] ایضاً ص۹۸

اگر ہمارے اکابر علماء دیوبند کی تصنیفات و تالیفات تحریریں و تقریریں بامعان نظر دیکھیں جائیں تو یہ امر بالکل واضح ہو جائے گا کہ یہ ارباب باطن تمام اصولی و فروعی جزوی و کلی امور دین میں خواہ وہ ازقبیل اعتقادیات ہوں یا از قسم عملیات ہوں کتاب و سنت کی اتباع — ائمہ اربعہ کی تقلید — سلاسل مشہورہ صوفیہ کی اقتداء — کو قابل اہتداء تسلیم فرمارہے ہیں — رہیں وہ بعض مزخرفات جوان علماء امت کی ذاتِ گرامی کی طرف اہل ہویٰ نے شہرت طلبی و نفس پرستی کے جذبات و احساسات سے متأثر ہوکر منسوب کردی ہیں۔ حاشا وکلا کہ ان کے قلوب صافیہ میں اس قسم کے ظلماتی وساوس — شیطانی خطرات بھی گزرے ہوں۔ انشاء اللہ المستعان کل کو یوم الفصل میں اس معرکہ حق و باطل کا آخری اور حتمی فیصلہ ہوکر رہے گا — ہم اہل بدعۃ کو صاف صاف بتلا دینا چاہتے ہیں کہ یہ اکابر ان اتہامات سے بالکل پاک اور مبرا ہیں اور مسئلہ تکفیر میں ویسی ہی احتیاط برتتے ہیں جو حنفیت صحیحہ کا مقتضیٰ ہے۔[1]

اس تحریر پر پھر ان چھ علماء اعلام کی تصدیق ثبت ہے :۔

۱۔ مولانا سید محمد اکبر حیدر آبادی ۲۔ مولانا نور الحسن حیدر آبادی ۳۔ مولانا عبد اللطیف حیدر آبادی

۴۔ مولانا محمد عثمان مالیگانوی ۵۔ مولانا محمد مصطفیٰ مدراسی ۶۔ مولانا محمد رحمۃ اللہ الفاروقی

علمائے فیض آباد

حضرت مولانا فخر الحسن ٹانڈوی نے علماء دیوبند کے بارے میں لکھا :۔

ان کو کافر کہنے والا سخت گناہگار ہے اس کے ایمان کی خیر نہیں جس طرح

---

[1] براءۃ الابرار ص ۳۳۸

روافض حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ وغیرہم کو العیاذ باللہ بُرے لقب سے
تبرا بکتے ہیں، ویسے ہی مبتدعین ان حضرات کو (علمائے دیوبند کو) بُرا
کہتے ہیں۔[1]

پھر اس پر مولانا رحیم اللہؒ، مولانا بشیر احمدؒ خاں، مولانا عبد الوہابؒ نے دستخط کیے۔ مدرسہ اسلامیہ درگاہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد کے مولانا عبد الباقی لکھتے ہیں:-

علماء دیوبند پکے راسخ العقیدہ مسلمان سنی حنفی اور صحیح معنوں میں وارث
انبیاء ہیں اور ظاہری اسباب میں انہی کے فیض سے ہندوستان میں شعائر
اسلامیہ کا وجود ہے اور تمام عالم اس وقت ان کے انوار علم و قدس
سے معمور ہو رہا ہے۔[2]

کچھوچھہ شریف کے جوار میں ایک قصبہ ہنسور ہے۔ وہاں کے مفتی حمید الدینؒ نے علماء دیوبند کے حق میں ایک پورا مضمون لکھا ہے اور پھر اس کی مولانا عبد الرحمٰنؒ، مولانا عبد الرؤفؒ، مولانا عبد الحیؒ اور مولانا عبد العزیزؒ نے بھی تصدیق فرمائی۔ مولانا محمد ایوبؒ صاحب صدیقی نے بھی اس پر ایک مفصل بحث لکھی اور مولانا عبد الکریمؒ قادری نے اس پر دستخط فرمائے۔

پھر مدرسہ کنز العلوم ٹانڈہ کے مولانا محمد نعیم اللہؒ نے اس پر سات صفحے کا ایک مفصل فتویٰ لکھا اور اس پر مولانا وکیل الدینؒ، مولانا نصرتؒ علی اور مولانا علیم اللہؒ صاحب نے دستخط کیے۔

پھر موضع سلونی ضلع فیض آباد کے مولانا عبد الربؒ نے اپنا فیصلہ علماء دیوبند کے حق میں دیا۔

پھر مغلپورہ فیض آباد کے مدرسہ احمدیہ حنفیہ کے مفتی مولانا ضرغام الدینؒ نے اس پر چار صفحے کا جواب لکھا اور اس پر مولانا احمد میاںؒ انصاری مدرس مدرسہ رحمانیہ فیض آباد نے بھی دستخط فرمائے۔

ٹانڈہ کے مولانا بشیر احمدؒ نے بھی تین صفحات میں علمائے دیوبند کی تائید کی اور اس پر

---

[1] براءت الابرار ص۱۱۴ [2] ایضاً ص۱۳۷

حضرت مولانا بشیر[21] احمد نے بھی دستخط فرمائے۔

پھر مولانا سید شاہ وجیہ[22] الدین اشرف سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ شریف نے بھی مولانا احمد رضا خاں کے فتویٰ کے خلاف یہ فیصلہ صادر فرمایا:۔

میرا عقیدہ ہے کہ علمائے دیوبند کافر نہیں۔ علماء سلف نے مسئلہ تکفیر میں نہایت احتیاط سے کام لینے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ بھی اس مسئلہ میں بہت احتیاط برتتے تھے۔ مگر آج کل کے مولوی مسلمان کو کافر کہہ دینا ایک معمولی بات سمجھتے ہیں —— علماء رضاخانی اس کے دعویدار ہیں کہ فرقہ دیوبندیہ اہانتِ رسول کا مجرم ہے۔ لہٰذا ایسے عقیدہ رکھنے والے کافر ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان کی روشنی ہو گی وہ ہرگز اہانتِ رسول کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ علمائے دیوبند[1]

پھر اس فیصلے پر مولانا سید عبدالحیٔ[23] اشرف نے بھی دستخط کیے۔

چک داؤد پور (نزد ہنسور) کے مولانا محمد یوسف[24] صاحب اور راجہ دھیا ضلع فیض آباد کے مولانا عبدالرشید[25] صاحب خطیب جامع مسجد بابری نے بھی مولانا احمد رضا خاں کے خلاف اپنا فیصلہ علماء دیوبند کے حق میں دیا۔ فجزاھما اللہ احسن الجزاء۔

یہ پچیس علماء فیض آباد کی تصدیق ہے کہ مولانا احمد رضا خان نے علماء دیوبند کی جن عبارات سے کفریہ مضامین اخذ کیے ہیں ان عبارات میں ہرگز کوئی کفر کی بات نہیں یہ خانصاحب کی محض ضد ہے، جس کے باعث وہ اہل السنۃ والجماعۃ کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کی مہم اٹھائے ہوئے ہیں۔ علماء حق ان کی اس تکفیری کارروائی میں کبھی ان کا ساتھ نہ دیں گے۔ ان علماء کے تفصیلی فتووں کے لیے کتاب براءۃ الابرار کا صفحہ ۱۴، صفحہ ۱۳۵/۱۳۹، صفحہ ۱۴۴/۲۲۰، صفحہ ۲۷۷/۲۸۸، صفحہ ۲۶/۲۷۲ اور صفحہ ۲۷۸ مطالعہ فرما دیں

---

[1] براءۃ الابرار صفحہ ۳۲۱

علماء مراد آباد

① مدرسہ رحمانیہ ٹانڈہ بادلی ضلع مراد آباد کے صدر مدرس حضرت مولانا سید محمد[1] اعلیٰ نے علماء دیوبند کے حق میں چار صفحات کا ایک مفصل فتویٰ تحریر فرمایا۔

② شاہی مسجد مراد آباد کے مولانا محمد اسماعیل[2] صاحب نے بھی علماء دیوبند کے حق میں اپنا فیصلہ صادر فرمایا۔

③ مدرسہ عربیہ عالیہ جلیہ امروہہ کے مولانا فضل[3] احمد نے بھی علماء دیوبند کے حق میں اپنا فیصلہ دیا جس پر مولانا محمد[4] انوار الحق صدر مدرس مدرسہ عربیہ عالیہ۔ مولانا قمر الدین[5]۔ مولانا محمد یعقوب[6]۔ مولانا رشید احمد[7] ارکانی۔ مولانا سراج احمد[8] امروہی۔ مولانا سید[9] لائق علی۔ مولانا محمد زمان[10] فیروز پوری۔ مولانا محمد اعجاز حسین[11]۔ مولانا محمد[12] رضا حسن۔ مولانا محمد صابر[13] امروہی اور مولانا محمد حسین[14] ارکانی نے دستخط کیے

④ پھر بچھرالیوں ضلع مراد آباد کے مولانا سعید[15] احمد نے علماء دیوبند کے حق میں اپنا فیصلہ دیا۔ اور اس میں لکھا۔

> بریلوی جماعت بندگانِ شکم پرور کے بکنے سے علماء حقانی پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔[1]

⑤ مدرسہ قادریہ حسن پور ضلع مراد آباد کے صدر مدرس مولانا ولی اللہ[16] نے بھی علماء دیوبند کے حق میں اپنا فیصلہ دیا اور اس پر مولانا عبد[17] الغفور۔ مولانا محمود[18] احمد۔ مولانا احمد[19] شاہ اور مولانا میر نوازش حسین[20] مدراسی نے دستخط فرمائے۔

⑥ جامع مسجد امروہہ (محلہ ملانا) کے مولانا انوار[21] الحق عباسی نے بھی اس نزاع میں علماء دیوبند کو حق پر قرار دیا اور ان کے فیصلے کی مولانا عبد[22] الرحیم۔ مولانا رضا حسن[23]۔ مولانا اشتیاق احمد[24] مولانا عبد[25] القدوس

---

[1] برات الابرار صفحہ ٢٨

۔ مولانا عبدالعزیز[۲۸]، مولانا اعجاز حسین[۲۹]، مولانا تجمل علی[۳۰] اور مولانا محمد یوسف[۳۱] نے توثیق فرمائی

⑦ مدرسہ امدادیہ مراد آباد کے دارالافتاء کی طرف سے مولانا مفتی خلیل احمد صاحب[۳۲] نے اس افتاء پر جواب صادر فرمایا۔ اور حضرت مولانا مرتضیٰ حسن[۳۳] اور مولانا میرک[۳۴] شاہ صاحب اندرابی نے اس کی توثیق کی۔

مراد آباد کے ان بتیس[۳۲] علماء کے مفصل فتاوے آپ کو براءۃ الابرار کے صفحہ ۲۵۵ تا ۲۷۰، ۲۸۰ تا ۲۸۸، ۳۵۸ تا ۳۷۹ صفحہ ۴۲۰ اور صفحہ میں ملیں گے۔

بمبئی اور سورت

آئیے اب آپ کو بمبئی اور سورت لے چلیں :۔

① حضرت مولانا مفتی علی حسن سرہندی مقیم بمبئی

آپ نے دس صفحوں میں استفتاء کا جواب دیا ہے اور بریلویوں کو یوں مخاطب کیا ہے :۔

فیا ایھا البریلویون الضالون المضلون الدجالون البطالون انکم لتقولون منکرًا من القول و زورًا ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا ..... ولا تقعدوا بکل صراط توعدون و تصدون من سبیل اللہ تبغونھا عوجًا۔[۱]

② حضرت مولانا مفتی محمد نقی الصدیقی مدرسہ بیت العلوم مالیگاؤں ضلع ناسک (بمبئی)

آپ نے چودہ صفحوں میں اس استفتاء کا جواب دیا ہے :۔

اکابر علماء دیوبند اور ان کے تمام متعلقین و معتقدین ہرگز کافر نہیں ہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کے مسلمان ہیں اور دینی و علمی خدمات جو علماء دیوبند سرانجام دے رہے ہیں ایسی خدمات کسی کو آج تک نصیب نہیں ہوئیں۔ تدریسی، تصنیفی، تبلیغی غرضیکہ ہر خدمت ان حضرات کو نصیب ہوئی اور سینکڑوں مدارس

---

[۱] براءۃ الابرار ص۱۷۷

ہندوستان میں بسرپرستی دارالعلوم دیوبند قائم ہیں اور لاکھوں آدمی ان مدارس کے فیوض سے بہرمند ہوئے اور ہورہے ہیں اور یہی علامت قبولیت کی ہے اور علماء دیوبند اعلیٰ درجہ کے اہلسنّت وجماعت ہیں اور کوئی عقیدہ بال بھر بھی ان حضرات کا اہل السنۃ وجماعۃ کے خلاف نہیں ہے۔[1]

(۳) مدرسہ عربیہ محمدیہ وریاؤ ضلع سورت کے مولانا محمد بن اسماعیل کفلیتوی آپ نے چھ صفحوں میں اس استفتاء کا جواب دیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں :-

اگر سنّت نبوی اور مذہب حنفی کے سچے پیروکار ہند میں تھے یا ہیں تو یہی حضرات مذکورین فی السوال تھے اور آج ان کے متبعین ہیں۔[2]

(۴) حضرت مولانا مفتی مہدی حسن مفتی راندھیر ضلع سورت نے تفصیل سے جواب لکھا۔ آپ کے اس جواب پر مولانا احمد نور۔ مولانا سید شرف الدین۔ مولانا نورالدین اور مولانا محمود الحسن اجمیری کے دستخط موجود ہیں۔ پھر مولانا مفتی محمد صدیق مدرس مدرسہ اشرفیہ راندھیر لکھتے ہیں :-

ہندوستان میں ایک فرقہ مبتدعہ ضالہ جدید پیدا ہوا ہے جو اپنے عقائد و اعمال میں روافض و خوارج سے کم نہیں۔ ان کا مطمع نظر اور افضل اعمال اہل السنۃ والجماعۃ کے اکابر علماء و اولیاء کی تکفیر ہے جو عوام المسلمین کو طرح طرح کے دھوکہ اور دغا بازی سے طریقہ حقہ اہل سنّت اور اس کے اکابر سے بدظن کرکے فرقہ ضالہ رضائیہ میں آنے کی ترغیب دیتا ہے اس کے ایک فرد مولوی حشمت علی بھی ہیں۔[3]

پھر اس فتویٰ پر مولانا محمد حسین مدرس مدرسہ اشرفیہ راندھیر نے بھی دستخط کیے اور پھر اس پر ایک مستقل فتویٰ بھی دیا۔[4]

---

[1] براءت الابرار صفحہ ۱۴۶ [2] ایضاً صفحہ ۱۸۰ [3] ایضاً صفحہ ۲۱۵ [4] دیکھئے براءت الابرار صفحہ ۲۱۶

لاجپور ضلع سورت

① حضرت شاہ صوفی سلیمانؒ لاجپوری ہندوستان کے ایک مشہور ولی اللہ گزرے ہیں ان کے نواسے حضرت مولانا محمد یوسف لاجپوری ایک بلند پایہ عالم تھے۔ ان کے پاس بھی رنگون سے وہ استفتاء آیا۔ اس روحانی مرکز سے علماء دیوبند کے بارے میں یہ تاثر موصول ہوا۔

یہ حضرات اپنے زمانہ کے محدث، فقیہ، شیخ، ولی، کامل صوفی، پابند مذہب حنفی اور امام ابو حنیفہؒ کے مقلد تھے۔ چنانچہ ان کے فتاوےٰ اور انکی تصنیفات اس پر شاہد عادل ہیں۔ حدیث و فقہ اور تفسیر وغیرہ علوم میں انکی تالیفات عربی، فارسی اور اردو زبان میں موجود ہیں۔ جو ان حضرات کو کافر کہتا ہے (جیسے حشمت علی) اس کو ابھی تک کفر و ایمان کی صحیح تعریف ہی نہیں معلوم نیز اس کے نزدیک پھر کوئی مسلمان ہی نہیں[۱]

② مولانا مرغوبؒ احمد لاجپوری

حضرات علماء دیوبند اور ان کے تلامذہ کثر اللہ امثالہم سچے سنّی اور پکے حنفی ہیں۔ اور حضرات علماء مسئولین فی السوال علمائے حقانی اور فضلاء ربانی تھے۔ ان حضرات نے دین اسلام اور علوم اسلامیہ تفسیر حدیث اور فقہ کی جو خدمت کی ہے اس کی مثال دوسرے علماء میں نہیں ملتی[۲]

پھر حضرت مولانا ابراہیم اسمٰعیل صاحب نے بھی اس فیصلے پر دستخط کیے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

③ مولانا سید عبدالحیؒ لاجپوری

حضرات علماء دیوبند کثر اللہ امثالہم احیاء سنت میں سعی کرنے والے اور

---

[۱] براءت الابرار ص ۲۴۹ [۲] ایضاً ص ۲۵۱

بدعت اور بدعت کی بیخ کنی میں مستعد رہتے ہیں۔ یہ مقدس حضرات اور ان کی پوری جماعت مسائل فرعیہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں[1]۔ حضرت کے اس فیصلے پر پھر حضرت مولانا عبد الحفیظ نے بھی دستخط ثبت فرمائے

علمار جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت

حضرت مولانا عتیق الرحمٰن عثمانی نے مندرجہ ذیل فیصلہ لکھا اور پھر دیگر علمار کرام نے اس پر دستخط فرمائے :-

یہ حضرات سچے اور پکے مسلمان اور کتاب اللہ و سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلکِ ائمہ ہدیٰ اور سلف صالح کے حقیقی پیرو اور طریقۂ اہلسنت والجماعت کے چشم و چراغ اور مذہب اسلام کی صحیح تعلیم کے برگزیدہ ترین داعی ہیں۔ ان پیکران سنت ہدیٰ کو جس سیاہ باطن نے کافر کہا اس نے عاقبت کی دائمی روسیاہی مول لی[2]

اس پر دستخط کرنے والے علمار میں مولانا محمد ادریسؒ صاحب۔ مولانا احمدؒ مہتمم مدرسہ۔ مولانا عبد الجبار۔ مولانا عبد العزیزؒ۔ مولانا محمد اسمٰعیل کالا کاچھوی۔ مولانا محمد ابراہیم ڈابھیلی۔ مولانا سراج احمد رشیدی۔ مولانا غلام اللہ خان۔ مولانا محمد یامین۔ مولانا محمد یحییٰ صدیقی۔ مولانا حبیب اللہ سلطان پوری۔ مولانا عبد السلام لاجپوری۔ مولانا محمد ابراہیم۔ مولانا مفتی محمد ریاست خاں حیدرآبادی۔ علامہ غلام مصطفےٰ کشمیری۔ مولانا عرفان علی سلچری۔ مولانا مظہر حسین مرشد آبادی۔ مولانا محمد الحق ہزاروی۔ مولانا محمد خلیل شاہ پوری۔ مولانا میاں گُل پشاوری۔ مولانا اکبر شاہ پشاوری۔ مولانا عبد الوارث پشاوری۔ مولانا عبد السلام اکیابی۔ مولانا فضل حسین گجراتی۔ مولانا میر حسن پشاوری۔ مولانا محمد نعمت اللہ میمن سنگی۔ مولانا نور محمد فیض آبادی۔ حافظ محمد حسن کیمبلپوری۔ مولانا فیض اللہ ہنوری۔ مولانا محمد حسن اعظمی

[1] براءت الابرار صـ [2] ایضاً صـ ۲۸۲

مولانا ولی محمد پانہپوری. مولانا عبدالحق سندھی. مولانا عبداللہ گجراتی. مولانا امیرالدین میمن سنگی. نواکھلی کے مولانا علی اکبر. مولانا محمد موسیٰ نوشاروی. مولانا عبدالرحمٰن کمرلائی. مولانا عبدالحکیم شاہجہانپوری. مولانا محی الدین احمد میمن سنگی. مولانا ابوالہاشم چاٹگامی. مولانا محمد قامت اللہ کمرلائی. نواکھلی کے مولانا عبدالرزاق. بہار کے مولانا ابوسلمہ محمد شفیع. مولانا نذیر احمد چاٹگامی. مولانا عبدالرحیم برسالی. اور سرگودھا کے فاضل جلیل مولانا عبدالعزیز شاہ صاحب. ڈیرہ اسماعیل خان کے مولانا اسمٰعیل فرید. مولانا عبدالعزیز سندھی. مولانا بہاؤالدین کابلی. مولانا محمد حنیف ہزاروی. اور حضرت مولانا عبداللہ شاہ پنجابی گجراتی کے دستخط ثبت ہیں۔

ان پانسو سے زائد علماء نے بالاتفاق مولانا احمد رضا خاں اور مولانا حشمت علی لکھنوی کے موقف کو غلط قرار دیا اور علماء دیوبند کے حق میں فیصلہ صادر فرمایا۔

○ حضرت مولانا علی محمد صاحب تاجری (ضلع سورت)

ان برگزیدہ حضرات کو کافر کہنا (نعوذ باللہ من ذلک) یا ان کے اسلام میں شک کرنا ایسا ہی ہے جیسا آفتاب کا انکار کرنا ہے حشمت علی رضاخوانی اور ان جیسے لوگوں کے نزدیک جب ان بڑے بڑے علماء واتقیاء کے اسلام کی کچھ حقیقت نہیں اور یہ حضرات اسلام سے خارج ہیں تو پھر خدا جانے یہ ان عام مسلمانوں کو کیا کہتے ہوں گے...... امت مرحومہ پر رضاخانیوں کا اس سے بڑھ کر کیا ظلم ہوگا کہ علماء دیوبند کے پردہ میں ساری دنیا کے مسلمانوں کو کفر میں لپیٹ لیتے ہیں. کہتے ہیں کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے العیاذ باللہ. یہ انہی کا جگر اور کلیجہ ہے کہ اتنا بڑا کلمہ کہہ کر خوش ہوتے ہیں.... آج دنیا میں سینکڑوں نہیں بلکہ کروڑوں مسلمان ہیں جو علماء دیوبند کو پکے مسلمان بلکہ بزرگان دین میں شمار کرتے ہیں تو کیا یہ سب کے سب اسلام سے خارج ہوگئے۔[1]

---

[1] براءت الابرار صفحہ ۲۵۳

اس پر مولانا نصر اللہ صاحب نے بھی دستخط ثبت فرمائے۔

○ مدرسہ عربیہ تعلیم الاسلام آنند کھیڑا (علاقہ گجرات)

علاقہ دیوبند سہارنپور تھانہ بھون اور ان کے متبعین خالص اہل السنۃ و الجماعۃ ہیں۔ محض سنی سنائی باتوں سے بدگمان ہوکر ایسے جلیل القدر اور حق پرست علماء کے فیض سے محروم رہنا انتہا درجہ کی بدقسمتی ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ان علماء سے عقیدت رکھتے ہیں اور ان کے اقوال و فتاویٰ پر عمل کر کے سعادت دارین حاصل کرتے ہیں۔

اس فیصلے پر ان حضرات کے دستخط ہیں:-

۱. مولانا حمید الدین ہزاروی مدرس اوّل مدرسہ عربیہ تعلیم الاسلام آنند کھیڑا۔
۲. مولانا غلام نبی تاراپوری مہتمم مدرسہ۔ ۳. حضرت مولانا غلام محمد صاحب
۴. اور حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب تاراپوری۔

○ مسجد شیرپور بندرا گجرات کاٹھیاواڑ کے امام مولانا محمد احسن کا فیصلہ بھی ملاحظہ کیجئے:

علماء دیوبند وغیرہ جملہ حضرات مذکورین اور ان کے متعلقین سب کے سب موحد ہیں اور امور شرعیہ فرائض اور واجبات حتی کہ مستحبات و نوافل پر بھی التزام کرنے والے ہیں...... تو ان کی تکفیر یقیناً ناجائز اور حرام ہوگی۔ بلکہ مکفر کو خود ہی حسب تصریح سابق کافر بنا دے گی جب کہ ان علما کے کفر کا اعتقاد بھی ہو۔ ایسے شخص پر تجدید اسلام و نکاح اور آئندہ اس قسم کے امور و اقوال سے احتراز ضروری ہے۔[1]

اس فیصلے پر پھر مولانا عبدالرحمٰن صاحب اور مولانا عبداللطیف صاحب نے بھی تصدیقی دستخط فرمائے۔

---

[1] براءت الابرار صفحہ ۴۴

○ حضرت مولانا احمد علی مہتمم مدرسہ انوار الاسلام نگرواڑہ ریاست بڑودہ کا فیصلہ

"علماء دیوبند اور ان کے اکابر سب سنی حنفی اور دیندار مسلمان، تابع سنت و شریعت ہیں۔ ان کے عقائد جو ان کی تالیفات و تصنیفات میں مذکور ہیں ان میں کوئی امر موجب کفر نہیں۔ جس قسم کے باطل عقائد ان کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں اور ان کی تصنیفات سے بطور اشارات نکال کر ان پر الزام لگائے جاتے ہیں وہ حضرات نہایت تصریح و وضاحت سے ان عقائد باطلہ کا انکار کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان کی طرف کفر منسوب کرنا خود تکفیر مسلم کی وعید شدید میں داخل ہونا ہے۔ کسی مسلمان کو کافر کہنے کے لیے فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت شدید الفاظ میں منع فرمایا ہے اور حضرات فقہا رحمہم اللہ تعالیٰ نے انتہائی احتیاط سے کام لیا ہے۔[1]"

اب آیئے ذرا پشاور چلیں

① ان دنوں جمعیۃ العلماء سرحد کا دفتر نوشہرہ ضلع پشاور میں تھا اور مولانا محمد شاہ[رح] کہ اللہ نوشہروی جمعیت کے ناظم تھے۔ انہوں نے علماء دیوبند کے بارے میں یہ فیصلہ دیا:-

علماء دیوبند صحیح الاعتقاد و حنفی المذہب مسلمان ہیں۔ عقائد میں اہل السنۃ و الجماعۃ ہیں۔[2]

پھر اس پر حضرت مولانا محمد یوسف[رح] بنوری نائب ناظم جمعیت علماء ہند صوبہ سرحد نے حضرت مولانا لطف[رح] اللہ مرحوم، حضرت مولانا سید زکریا[رح] اور مولانا سید فضل صمدانی[رح] مہتمم مدرسہ رفیع الاسلام پشاور نے دستخط فرمائے۔

ریاست سوات کے قصبہ تیندرہ میں حضرت مولانا عبد الغنی[رح] ایک بڑے محقق عالم تھے

---

[1] رأت الابرار ص ۲۶۶ [2] ایضاً ص ۱۰۷

ان کے سامنے بھی مولانا حشمت علی خاں کا یہ تفنیہ پیش کیا گیا۔ انہوں نے علماء دیوبند کے حق میں یہ فیصلہ صادر فرمایا :-

> حضرات علماء دیوبند پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے وارث ہیں۔ آج کل جیسی ان حضرات نے کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کی کما حقہٗ تدریسًا و تصنیفًا خدمات کی ہیں دُنیا بھر میں کسی نے ایسی خدمت ابھی تک نہ کی ہوگی ..... جب یہ حضرات دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں تو دُنیا میں کون سا مسلمان رہ سکتا ہے۔[1]

(۳) حضرت مولانا عبدالحکیم صدر خلافت کمیٹی و نائب صدر جمعیت علماء صوبہ سرحد جب آپ کے پاس رنگون سے استفتاء آیا تو آپ نے لکھا :-

> اگر واقعی مولوی حشمت علی رضا خانی نے یہ الفاظ مذکورہ علماء برگزیدہ زمانہ (علماء دیوبند) کے حق میں کہے ہیں تو یہ الفاظ خود اسی پر عائد ہوئے یعنی وہ خود کافر ہو گیا علماء فضلاء جن کے حق میں اس دریدہ دہن نے ہرزہ گرئی کی ہے وہ پاک بندگان خدا تھے۔[2]

علماء ڈابھیل میں آپ مولانا اکبر شاہ پشاوری۔ مولانا میاں گل پشاوری۔ مولانا عبدالوارث پشاوری اور مولانا میر حسن پشاوری کے نام پڑھ آئے ہیں۔ ڈیرہ اسماعیل خاں کے مولانا غلام فرید کا نام بھی آپ نے اس فہرست میں دیکھا ہے۔ صوبہ سرحد کی یہ مجموعی صورت حال بتا رہی ہے کہ وہاں علماء دیوبند کس عزت کے ساتھ دیکھے جاتے تھے اور لوگ کس قدر ان کے گرویدہ تھے اور دوسری طرف حالت یہ تھی کہ وہاں کوئی شریف آدمی مولانا احمد رضا خاں یا مولوی حشمت علی خاں کا نام تک نہ جانتا تھا نہ طبقہ علماء میں ان کی کوئی خاص شہرت تھی۔

---

[1] براءت الابرار ص ۲۷۵ [2] ایضاً ص ۲۴۳

مولانا منظہراللہ دہلوی کے صاحبزادہ مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں :۔

علمی حلقوں میں اب تک (۱۹۸۰ء تک) مولانا احمد رضا خاں کا صحیح تعارف نہ کرایا جا سکا۔ جدید طبقہ تو بڑی حد تک بالکل نابلد ہے۔[1]

المیزان بمبئی کے احمد رضا نمبر میں ہے :۔

جدید تعلیم یافتہ طبقہ تو احمد رضا کو جانتا بھی نہیں۔[2]

چلیے اب آپ کو صوبہ یو۔ پی میں لے چلیں۔ اس صوبے کے کئی شہروں کا ہم پہلے بھی ذکر کر آئے ہیں۔ یہ وہ صوبہ ہے جس کے دونوں کناروں پہ دیوبند اور بریلی آباد ہیں۔ موجودہ بریلویت تمام اہل بریلی کا مذہب نہیں ہے۔ مولانا احمد رضا خاں کی بریلی میں بھی کوئی ایسی شہرت نہ تھی کہ آپ اس شہر کا دینی مرکز سمجھے جاتے ہوں۔

بریلی میں جو شہرہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب کا تھا وہ نہ مولانا احمد رضا خاں کے والد کا تھا نہ خود مولانا احمد رضا خاں کا۔ یہ مولانا محمد یٰسین صاحب شیخ الحدیث حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ بانی خیر المدارس ملتان کے اساتذہ حدیث میں سے ہیں۔

یُوپی صُوبہ جات متحدہ ہند

① بریلی

بریلی میں اہل سنت کی مرکزی درسگاہ مدرسہ اشاعت العلوم محلہ سرائے خام بریلی میں واقع تھی۔ اس کے مہتمم اور صدر مدرس حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب کے پاس بھی رنگون سے یہ استفسار آیا۔ آپ نے بھی علماء دیوبند کے حق میں فیصلہ دیا۔ آپ کے ساتھ اور جن علماء بریلی نے دستخط کیے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں :۔

۱۔ مولانا محمد عبدالعزیز نائب مہتمم مدرسہ اشاعت العلوم بریلوی ۲۔ مولانا منظور احمد بہاری

---

[1] فاضل بریلوی اور ترک موالات ص۵ [2] المیزان ص۲۸

۴. مولانا قاضی محمد. ۵. مولانا محمد عبد الرحمٰن. ۶. مولانا آغا محمد ۷. مولانا عبد الباری بریلوی. یہ سات علماء مدرسہ اشاعت العلوم بریلی کے کبار اساتذہ تھے.

ان کے ساتھ مدرسہ مصباح العلوم بریلی کے ان علماء کبار نے دستخط کیے ۱. مولانا عبد الحمید بجنوری. ۲. مولانا بدر الحسن صدیقی. ۳. مولانا ابو القاسم. ۴. مولانا محمد غلام. ۵. مولانا مجیب الرحمٰن میمن سنگی. ۶. مولانا محمد الطاف علی. ۷. مولانا عبد الباری میمن سنگی. ۸. مولانا عبد المجید سوہاگ پوری یہ آٹھوں بریلی کے مقتدر علماء میں شمار کیے جاتے ہیں. ان کے ساتھ ساتھ بریلی کے مولانا محمد عبد الصبور اور جامع معقولات و منقولات حضرت مولانا محمد رسول خاں اور حضرت مولانا بنیہ حسن مولانا نعمت اللہ غازی پوری. اور مولانا حبیب الدین شاہجہانپوری نے بھی حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب کے اس فیصلے کی تصدیق کی:-

> علماء دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ و ایدہم و کثر سوادہم علماء ربانیین میں سے پکے مسلمان اور صحیح معنی میں اہل حق سُنی حنفی ہیں ان کے اسلام کا استفسار بھی اس چودھویں صدی کی بوالعجبی ہے. دُنیا واقف ہے کہ اگر اس دورِ فتن میں یہ بزرگ اور با برکت ہستیاں نہ ہوتیں تو کم از کم ہندوستان میں اللہ اور اس کے رسول کے حقیقی نام لیوا اور سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور مسلک حنفیہ کا وجود تک نہ مل سکتا حشمت علی رضوی بریلوی اور ان کے اسلاف و اذناب کا یہ محض ناپاک اتہام اور صریح بہتان بلکہ کھلا ہوا دھوکہ ہے سبحانک ھٰذا بہتان عظیم[1]

بریلی کے ان تیرہ علماء کبار کا یہ فیصلہ کہ علماء دیوبند حق پر ہیں اور مولانا احمد رضا خان اور ان کے پیرو محض ضد پر ہیں حق پہ نہیں. تاریخ کا وہ بے مثال فیصلہ ہے جس سے پورے ہندوستان میں بریلی کی علمی عظمت اب بھی قائم ہے. بریلی کے ان علما نے حق کا ساتھ دے کر خود اپنی بھی

---

[1] براءۃ الابرار ص ۱۴

آبرو رکھ لی ہے۔

پاکستان کے ممتاز عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا خیر محمد جالندھری بانی خیر المدارس ملتان اسی مدرسہ اشاعت العلوم بریلی کے پڑھے ہوئے تھے۔ آپ کی وہاں مولانا احمد رضا خاں سے ملاقات بھی رہی ہے مگر مولانا احمد رضا خاں انہیں قطعاً متاثر نہ کر سکے۔

② میرٹھ

شہر میرٹھ کے مدرسہ امداد الاسلام میں بھی رنگون کا یہ استفتاء پہنچا۔ وہاں کے جن علماء نے مولانا احمد رضا خاں کے خلاف علماء دیوبند کے حق میں فیصلہ دیا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

مولانا طاہر حسین ۲. مولانا عبدالرحمٰن ۳. مولانا فیض الدین

۴. مولانا اختر شاہ امروہی مدرس مدرسہ امداد الاسلام۔

مولانا طاہر حسین کا پانچ صفحات پر مشتمل مفصل فتویٰ براءت الابرار ص۱۵۲ پر موجود ہے۔

③ بُلند شہر

ضلع بلند شہر کے قصبہ گلاؤٹھی میں مدرسہ منبع الاسلام ملکی شہرت کی بڑی درسگاہ تھی اس کی طرف سے مولانا سید حمید الدین مہتمم مدرسہ نے یہ جواب لکھا:۔

> علماء دیوبند اور بالخصوص جن کے اسماء گرامی سوال میں مذکور ہیں علماء حقانی ہیں اور ان کو کافر کہنا جہالت اور نادانی اور از راہِ تعصب ہے۔ ان حضرات نے دینِ مصطفوی کی جو خدمات سرانجام دی ہیں ان کے لحاظ سے تو یوں کہنا صحیح ہوگا کہ ان کے علاوہ دینِ الٰہی کا کوئی سچا خادم دوسرا کوئی گروہ ہندوستان میں نہیں لکھنوی (مولانا حشمت علی) یا بریلوی (مولانا احمد رضا خاں) جو شخص بھی ایسے علماء حقانی کو بُرا کہے وہ خود بُرا ہے۔[1]

---

[1] براءۃ الابرار ص۱۲۱

پھر اس تحریر پر حضرت مولانا بشیر احمد مدرس مدرسہ عربیہ منبع العلوم نے بھی دستخط کیے۔

۴ آگرہ

جامع مسجد آگرہ پورے ہندوستان کی مرکزی جامع مساجد کی شہرت رکھتی تھی. وہاں کا دارالافتا مغلیہ عہد سے بطور ایک اسلامی مرکز چلا آ رہا تھا. علماء رنگون نے اس قضیہ میں اس کی طرف بھی رجوع کیا. ان دنوں جامع مسجد آگرہ کے صدر مفتی حضرت مولانا سید محمد اعظم شاہ تھے. جو مولانا احمد رضا خاں کے دوست تھے. مگر انہوں نے بھی ان کی موافقت نہ کی اور کھل کر علماء دیوبند کے حق میں فیصلہ دیا اور اس پر دارالافتاء جامع مسجد آگرہ کی مہر ثبت کی. اس میں حضرت شاہ صاحب نے لکھا :-

> فرقہ رضویہ بریلویہ کا اصول یہ ہے کہ علماء دیندار کی تکفیر کا اشتہار دے کر خود کو اشتہاری مشہور کریں. استفتاء میں جس مناظر اور مکفر کا نام لکھا ہے (مولانا حشمت علی خان) یہ ان لوگوں (علماء دیوبند) کے ادنیٰ خادم اور طالب علم کی لیاقت نہیں رکھتے زبان سے عوج بن عنق ہونے کا دعویٰ ہے — سارے ہندوستان کو ان ناپاک خیالات سے گندہ کر رکھا ہے نہ تو ان میں بزرگانہ روش ہے اور نہ بزرگوں کی طرح علم و کمال. ان کے نزدیک تمام دنیا کے علماء کافر ہیں اور قبر پرست، تعزیہ پرست، بدعت پرست لوگ مومن کامل ہیں..... الحمدللہ کہ ان میں ایک بھی عالم کامل نہیں. ایک مسئلہ کو بھی تحقیق سے بیان کرنے پر قادر نہیں.
>
> مولوی احمد رضا خاں صاحب مرحوم جو اس فرقے کے قائد اعظم گزرے ہیں ان کی خاکسار سے بہت ملاقات تھی اور وہ بے شک عالمانہ شان رکھتے تھے. خود سب و شتم نہیں کرتے تھے مگر دوسروں کو اس کی تعلیم فرماتے

تھے اور تحریر میں نہایت سخت الفاظ استعمال کرتے تھے۔ مگر علم کی فضیلت نے
ان کے اس عیب کو چھپا رکھا تھا۔ مگر افسوس کہ امتِ احمدیہ رضویہ نے ان کے
عیب کو لے لیا اور ان کا ہنر چھوڑ دیا۔ ان سے وہی برتاؤ جو مولوی سید
مرتضیٰ حسن صاحب نے کیا تھا کیا جائے تو یہ فرقہ چند دن خاموش ہو جاتا ہے۔[1]
اب آیئے آپ کو کانپور لے چلیں۔ وہاں کے مدرسہ جامع العلوم میں حکیم الامت حضرت
مولانا محمد اشرف علی تھانوی کچھ عرصہ استاذ رہے تھے اور وہاں کے لوگ حضرات علماء دیوبند
کو بہت قریب سے جانتے تھے۔ مکن پور ضلع کانپور کے مفتی مولانا ابو العرفان نے علماء رنگون
کے اس استفتار کا جواب لکھا۔

⑤ ضلع کانپور

علماء دیوبند اور علماء مذکورہ کو نعوذ باللہ من ذلک کافر وہی کہے گا جس کی
آنکھوں اور قلوب پر من جانب اللہ پردہ پڑ گیا ہے اور باوجود آنکھیں
موجود ہونے کے وہ دیکھتا نہیں اور باوجود کان ہونے کے اُسے کچھ
سُنائی نہیں دیتا۔ یہ حضرات (علماء دیوبند) نمونہ صحابہؓ و تابعین تھے جب
انہیں کافر کہا جائے گا تو کیا مسلمان یہ آج کل کے رافضی اور پادری ہوں
گے؟ ایسا کہنے والوں کو اپنے سوء خاتمہ اور سلب ایمان سے ڈرنا چاہیئے۔[2]

⑥ شہر سہارنپور

علماء رنگون کا استفتار مدرسہ عربیہ مظاہر العلوم سہارنپور میں بھی پہنچا۔ یہ ہندوستان کی
ایک مرکزی درسگاہ ہے۔ اس کی طرف سے حضرت مولانا ضیاء احمد صاحب نے اس کا جواب

---

[1] براءۃ الابرار صـ ۹۹ [2] ایضاً صـ ۴۹۶

لکھا اور حضرت مولانا عبداللطیفؒ صاحب مہتمم مدرسہ نے اس کی تصدیق فرمائی مولانا ضیاء احمد لکھتے ہیں:

ان کو کافر کہنا اور کافر سمجھ لینا حسب تصریح عبارات سابقہ، کہنے والے کو کافر بناتا ہے۔ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کی نسبت بھی کافر ہونے کا عقیدہ رکھنا موجب کفر ہے چہ جائیکہ علماء کو کافر کہنا — یہ یقیناً قائل کو کافر بنا دے گا۔ اس پر تجدید اسلام و نکاح ضروری ہے۔ حق تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے۔[1]

⑦ رائے پور ضلع ـ صوبہ سی پی

اکابر علماء دیوبند ہرگز کافر نہیں۔ ان کا ادنیٰ خادم بھی نہایت پکا اور سچا مسلمان ہے۔ علماء دیوبند نہایت پکے اور سچے سنی حنفی مسلمان ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے پیرو اور صحابہ کرامؓ کی روش کے نہایت پختگی سے پابند ہیں خلق خدا کو اسی کی ہدایت اور تلقین کرتے ہیں وہ نہایت دیندار اور متقی اور پرہیزگار ہیں ان کا گروہ جماعت ابرار میں شامل ہے۔

ان بزرگوں کے شاگرد اور مرید عرب و عجم میں پھیلے ہوئے بڑی بڑی دینی و عملی خدمات سرانجام دے رہے ہیں حشمت علی بالکل جھوٹا ہے اور علماء دیوبند کو کافر کہنے والا سخت گناہگار اور اس کا خاتمہ بے خیر ہونے کا سخت اندیشہ ہے اور وہ مولانا روم قدس سرہ کے اس شعر کا مصداق ہے ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد　　　　میلش اندر طعنہ پاکاں برد

یہ فیصلہ حضرت مولانا محمد لٰسین صدر مدرس مدرسہ عربیہ اسلامیہ رائے پور نے تحریر فرمایا اور اس پر دستخط کیے۔ پھر اس پر مولانا محمد حسین صاحب مدرس دوم نے بھی تصدیقی دستخط فرمائے

---

[1] براءۃ الابرار ص

⑧ امروہہ ضلع

مولانا حافظ سید زاہد حسن صاحب امروہی کی معرفت علماء رنگون نے حضرت مولانا محمد شعیب صدر مدرس مدرسہ عربیہ سہسن پور سے رابطہ قائم کیا اور وہ استفتاء ان کے سامنے بھی رکھا۔ آپ نے بھی مولانا احمد رضا خاں کی تائید نہ کی اور کھلم کھلا علماء دیوبند کے حق میں فیصلہ دیا:۔

علماء دیوبند کی تکفیر کرنا بڑی گمراہی اور بد دینی ہے۔ کیونکہ ایسے اکابر علماء اور دیندار دیندار فضلاء کو نفسانی خواہش سے کافر کہنا بڑا ظلم ہے۔۔۔ ہندوستان میں اگر جماعت علماء میں کوئی جماعت دیندار و متبع شریعت ہے تو وہ دیوبندی جماعت ہے اگر خدانخواستہ وہ کافر ہوگئے تو پھر کون مسلمان باقی رہے گا۔ دیوبندی علماء کی مساعیٔ جمیلہ کی وجہ سے ہندوستان میں کیا بلکہ ہندوستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی دین کی تعلیم و تبلیغ ہو رہی ہے اور انہی کا فیض کابل و قندھار اور بخارا سے متجاوز ہو کر روس و چین تک پہنچ رہا ہے۔ پھر ایسی جماعت کو کافر کہنا اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔ [1]

⑨ رائے پور

اب آیئے ہندوستان کے مشہور روحانی مرکز رائے پور ضلع سہارنپور چلیں اس جگہ کو حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری اور حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوری (مقیم ساہیوال) کی نسبت کا شرف حاصل ہے۔ یہاں بھی رنگون کا یہ استفتاء پہنچا یہاں کے مدرسہ منفص ہدایت کے مولانا محمد اشفاق نے اس قضیے پر بطور منصف یہ فیصلہ لکھا:۔

---

[1] براءت الابرار ص ۴۲۹

مولانا اسماعیل شہیدؒ اور دیوبندی جماعت کے عقائد جو ہم تک پہنچے ہیں اور ہم نے خود ان کی تصنیفات و تالیفات میں دیکھے وہ تمام اہل حق کے عقائد ہیں صحابہ کرامؓ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور نصوص قرآنیہ کے مطابق ہیں۔ اس سے قبل بھی بعض حضرات نے (مولانا حشمت علی خاں سے پہلے مولانا احمد رضا خان) اس جماعت پر بہتان و افترا کیا تھا۔ اس وقت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنیؒ نے نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب مہند میں اپنے اور اپنے مشائخ کے عقائد کو صاف صاف لکھا اور نصوص شرعیہ سے مدلل فرمایا اور علماء حرمین شریفین سے اس کی تصدیق و تصویب کرائی اور فی الواقع وہ تمام عقائد اہل السنۃ والجماعت کے ہیں۔ ان عقائد کو جو شخص غلط کہتا ہے یا اس کے عقائد اس کے خلاف ہیں اور بلا دلیل و تاویل معتبر ان عقائد کے خلاف دعویٰ کرتا ہے وہ یقیناً اہل السنۃ سے نہیں حق سے بہت دور ہے۔[1]

آئیے اب ذرا صوبہ اودھ چلیں۔ ہندوستان میں اس کے مراکز کو بھی بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔ اس کے تقریباً سولہ علماء کبار کا فیصلہ ہم پہلے دے آئے ہیں۔ اب مدرسہ عربیہ اسلامیہ گوپامئو ضلع ہردوئی مدرسہ عربیہ شہر ہردوئی اور قصبہ پہانی ضلع ہردوئی کے علمی محاکمہ سے بھی فیضیاب ہوں۔

ہردوئی صوبہ اودھ

(۱) مولانا محمد یعقوب صاحب قصبہ پہانی محلہ لوہانی ضلع ہردوئی رنگون کے اس استفتاء کے جواب میں مولانا حشمت علی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

---

[1] براءۃ الابرار صد ۱۵۰

خداوند عالم مسلمانوں کو ان بناوٹی مولویوں اور پیروں کے جال سے محفوظ رکھے اور علماء حقانی کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔[۱]

(۲) مولانا انوار احمد صاحب صدر مدرس مدرسہ عربیہ ہردوئی مولانا حشمت علی خاں کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

مولوی حشمت علی جیسے ہر زمانہ میں ہوئے ہیں اور خادمان دین جیسے حضرت مجدد الف ثانی و شیخ اکبر و امام ابو حنیفہ وغیرہ حضرات کی بدگوئیاں کرتے رہے ہیں اور عوام کو ورغلانے کے لیے دین کے خادموں پر کفر کے فتوے لگاتے رہے ہیں۔ سچ جانئے اور یقین کیجئے کہ جماعت دیوبند میں جتنے اکابر دین کے خدمت گزار گزرے ہیں اس زمانہ میں ایسے لوگ کمیاب بلکہ نایاب حضرت نانوتوی، حضرت گنگوہی، حضرت تھانوی وغیرہم یہ حضرات اس زمانہ میں دین کے ستون ہیں۔ ان کی تصنیف کردہ کتابیں مسلمانوں کے لیے شاہراہ شریعت ہیں۔[۲]

(۳) مدرسہ اسلامیہ گوپامئو ضلع ہردوئی کے مولانا تقی الدین نقشبندی صدر مدرس مدرسہ عربیہ گوپامئو نے چھ صفحات میں رنگون کے استفتار کا مفصل جواب لکھا۔ اس میں آپ مولانا حشمت علی خاں کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

میرے خیال میں مولوی موصوف نے فتاویٰ عالمگیری کا مطالعہ نہیں کیا۔ بلکہ ان کو ایسے مسائل سے خبر نہ ہوگی ورنہ ایسے الفاظ زبان سے نہ نکالتے علماء اسلام کو بلاوجہ سب وشتم کرنا کہاں جائز ہے چہ جائیکہ کفر تک نسبت کرنا۔۔۔۔ علماء دیوبند کو کافر کہنا کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ علماء دیوبند کی طرف نسبت بھی کفر کی کرنا گناہ سے خالی نہیں اور

---

[۱] براءۃ الابرار ص ۱۵۴ [۲] ایضاً

ایسے شخص کے لیے زوالِ ایمان کا خطرہ ہے العیاذ باللہ اس کو ایسے فعل ناشائستہ سے توبہ کرنی چاہیئے۔ [1]

(۴) ہردوئی کی مشہور خانقاہ کرسی شریف کے سجادہ نشین پیر طریقت زیب شریعت مولانا شاہ سراج الیقین قادری چشتی تھے۔ آپ ۱۳۲۳ھ میں حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری کے رفیقِ سفر رہے تھے۔ آپ حضرت مولانا خلیل احمدؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

فقیر سراپا تقصیر کے قلم میں یہ قدرت نہیں کہ آپ کے کمالات برگزیدہ و اوصافِ حمیدہ کو احاطہ تحریر میں لاسکے۔ [2]

پھر آپ اپنی دوسری کتاب شمس العارفین میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

آپ حضرت مولانا محمد یعقوبؒ مدرس اعلیٰ مدرسہ عالیہ دیوبند کے ارشد تلامذہ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے اجل اور اعظم خلفاء سے ہیں ...... آپ کی ذات بھی فیض و برکت کا سرچشمہ ہے۔ سفر حج میں فقیر کی اور آپ کی معیت رہی۔ آپ مکارم اخلاق کے جامع اور معدن ہیں۔ مدینہ منورہ کے سفر میں آپ قافلہ میں نماز پنجگانہ اول وقت جماعتِ کثیرہ کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ قافلہ میں کبھی ایک وقت کی جماعت آپ کی فوت نہیں ہوئی۔ مدینہ منورہ میں فقیر نے دیکھا کہ اہل عرب بے حد آپ کا احترام اور اعزاز کرتے تھے اور اس قلیل زمانہ قیام میں طلبہ حدیث پڑھنے کے لیے آپ کی قیام گاہ پر حاضر ہوتے تھے۔ آپ تصنیفات عالی رکھتے ہیں۔ [3]

اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ آج سے پوری صدی پہلے دنیائے علم علماء دیوبند کو ہی جانتی

---

[1] براءت الابرار صد۱۲۰ [2] زیارت نامہ زیارت اولیاء کاملین صد۲۳ مطبوعہ لکھنو ۱۹۱۴ء

[3] شمس العارفین صد۸۳ مطبوعہ مقبول المطابع ہردوئی

تھی اور مولانا احمد رضا خاں اور ان کے اذناب مولانا حشمت علی خاں وغیرہ ان دنوں کسی شمار وہ قطار میں نہ تھے۔

آیئے اب آپ کو شاہجہانپور لے چلیں :۔

شاہجہان پور ہندوستان کا ایک بڑا علمی مرکز رہا ہے۔ یہاں کے مدرسہ عین العلم کی پورے ملک میں شہرت تھی، محقق جلیل محدث کبیر مولانا محمد عبدالغنی یہاں کے مرکزی عالم تھے۔ جامع مسجد کے مدرسہ سعیدیہ میں شیخ الحدیث وصدر مدرس حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ بھی کچھ عرصہ یہاں پڑھاتے رہے۔ مدرسہ قیومیہ شاہجہانپور کے مولانا ابو الوفا النعمانی جیسے عبقری علماء اس سرزمین سے نسبت رکھتے ہیں۔ ان حضرات نے اس معرکہ میں کھل کر علماء دیوبند کا ساتھ دیا۔

شاہجہانپور کے ایک خطیب اور مفتی مولانا محمد سراج الدین تھے۔ اُن کے مولانا احمد رضا خاں سے بھی کچھ تعلقات تھے اور خان صاحب اپنی بعض کتابیں بھی انہیں بھیجتے رہے۔ جب رنگون کا استفتا۔ شاہجہانپور پہنچا تو وہ مولانا سراج کو بھی بھیج دیا گیا۔ آپ نے پورے محاکمہ کے بعد اپنا فیصلہ یہ دیا :۔

میں بتوفیق تعالیٰ عرصے سے حق پسندی اپنا شعار رکھتا ہوں بعض تصنیف فاضل بریلوی کی بھی غایت مرغوب ومحبوب ہیں۔ بناءً علیہ واضح کہ علمائے دیوبند کی تصنیفات تحذیر الناس و براہین قاطعہ وحفظ الایمان وغیرہ کی بعض عبارتوں سے ہرچند کہ مورد اعتراض وقابل رد وقدح تجویزیہ وقابلِ قدح ہوئیں کہ ان کا نتیجہ اور ان کا حاصل ہی آیا جاتا تھا۔ کہ علماء دیوبند پر تکفیر کا فتوی جاری رہے مگر علماء دیوبند نے ان عبارتوں کے رخ سے شہادت واقع ہونے کا ایسا پردہ اٹھایا کہ کسی معترض منصف کو بجز تسلیم کے کچھ بھی نہ بن پڑا۔

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ کے مفصل فتوے پر مولانا عبدالحمید۔ مولانا حمید پہالدی اور مولانا محمد رمضان الحق کے بھی دستخط ہیں۔ مولانا ابوالوفاء کے فتوی پر مولانا عبد الغفور۔ مولانا حبیب الدین۔ مولانا سلطان حسن۔ مولانا نعمت علی مولانا محمد امین نواکھالوی اور مولانا سلطان احمد

کے بھی دستخط ہیں۔[۱]

بجنور

یوپی کا ضلع بجنور بھی ہندوستان کا ایک علمی مرکز رہا ہے اس کو بھی اس تاریخی دستاویز میں لے آئیں تو نامناسب نہ ہوگا۔ یہاں کے مدرسہ عربیہ نہٹور کے مدرس مولوی حامد حسن علماء دیوبند کے بارے میں لکھتے ہیں :-

(۱) یہ سب حضرات امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں اور چشتیہ، قادریہ اور نقشبندیہ خاندانوں میں خود مرید تھے اور اپنے خلفاء کو ان خاندانوں میں مرید کرنے کی اجازت دے گئے۔ ..... البتہ قبور کو سجدہ کرنے اور عرس میلے کرنے والے نہ تھے۔ بس ان کو کافر کہنا اپنے اوپر کفر کو لینا ہے اور اپنے آپ کو کافر بنانا ہے۔[۲]

مدرسہ قاسمیہ نگینہ (ضلع بجنور) کی طرف سے مولانا محمد حیاتؒ سنبھلی صدر مدرس نے چار صفحوں میں رنگون کے اس استفتاء کا جواب دیا۔ آپ لکھتے ہیں :-

(۲) حضرات علماء دیوبند کثر اللہ متبعیہم پکے اور سچے مسلمان ہیں جن کے اندر بہت سے ولایت کے بلند مقامات پر بھی پہنچے ہوئے ہیں۔ .... حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنی نے صاف صاف نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ بلاکم و کاست اپنے اور تمام علماء دیوبند کے اعتقادات علماء عصر کے سامنے پیش کیے ہیں جن کی تصدیق و تصویب نہ صرف علماء ہندوستان نے کی بلکہ اشرف البلاد مکہ معظمہ و مدینہ منورہ نیز افغانستان، دمشق، شام، مصر وغیرہ کے جید اور چیدہ علماء نے بھی ان کی تصدیق و تائید ایسے کلمات کے ساتھ کی جو کسی مضمون کی تصدیق کے لیے ہو سکتے ہیں۔ المہند کے نام سے وہ کتابی صورت میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔[۳]

---

[۱] دیکھئے براءۃ الابرار صفحہ ۳۱ [۲] ایضاً صفحہ ۱۰۵ [۳] ایضاً صفحہ ۱۲۱

(۳) مدرسہ عربیہ سہسپور ضلع بجنور کے مولانا محمد شعیبؒ مولانا احمد رضا خاں اور مولانا حشمت علی خاں کے ان الزامات کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

کذب گر جیسا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دشمن تھے اور ان کی تبلیغ میں مخل رہتے تھے۔ اسی طرح علماء چونکہ انبیاء کے وارث ہیں اور ان کے قائم مقام ہیں شیاطین جن وانس ان کے بھی دشمن ٹھہرتے ہیں جو خلل ڈالتے ہیں ان کی سعی اور کوششوں میں...... علماء دیوبند پکے مسلمان اور سچے سُنی حنفی ہیں اور کفر و وہابیت کی جو اُن کی جانب نسبت کی جاتی ہے وہ محض افترا ہے[1]۔

(۴) ضلع بجنور میں قصبہ سیوہارہ ایک بڑا مردم خیز خطہ ہے۔ حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ یہیں کے رہنے والے تھے۔ یہاں کے مدرسہ اسلامیہ کے ایک مدرس مولانا عبدالرشید ہوئے ہیں انہوں نے بھی علماء دیوبند کے حق میں فیصلہ دیا اور پھر اس پہ افضل گڑھ ضلع بجنور کے مدرسہ مظہر الاسلام کے مفتی اور مدرس مولانا نسیم الدین صاحب نے بھی دستخط کیے۔

الہ آباد

اب ذرا علماء الہ آباد کا فیصلہ بھی لے لیں۔ یہ حضرات مولانا احمد رضا خاں کے بہت قریب تھے لیکن یہ حضرات خان صاحب کے فتویٰ تکفیر کا ساتھ نہ دے سکے۔ الہ آباد مدرسہ عالیہ مصباح العلوم ایک غیر جانبدار انداز کا علمی مرکز تھا۔ علماء رنگون نے اس مدرسہ کے مفتی عبدالقدوس کے پاس بھی وہ استفتاء بھیجا۔ آپ نے علماء دیوبند کے بارے میں لکھا:۔

سوال میں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ اہل علم کی جماعت سے ہیں جب تک ان کے متعلق موجباتِ کفر صراحۃً معلوم نہ ہوں اس وقت تک ان کی تکفیر کیوں کر صحیح ہو سکتی ہے[2]۔

---

[1] براءۃ الابرار ص ۱۲۸ [2] ایضاً ص ۱۱۹

اس پر پھر مولانا محمد عمرؒ مدرس مدرسہ عالیہ مصباح العلوم نے بھی دستخط فرمائے ۔ مولانا فخر الدین جعفری نے بھی مولانا احمد رضا خاں کا ساتھ نہ دیا۔ علماء دیوبند کو بڑی صراحت سے اہل السنۃ والجماعۃ تسلیم کیا۔ آپ مولانا عبد القدوس صاحب کے جواب کی تصویب کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

> بے شک جواب صحیح ہے۔ اہل دیوبند ہوں یا جماعت رضوی یہ سب اہل سنت والجماعت احناف سے ہیں۔ مابین اہل دیوبند و دیگر احناف جو کچھ اختلافات ہیں فقہی فرعی جزئی ہیں عقائد میں ان کو نہ لے جانا چاہیئے۔ علماء احناف سب حق پر ہیں جب تک صریح مخالف کسی نص صریح کے نہ ہو جائیں جس میں تاویل کی گنجائش نہ ہو افراط و تفریط کے جھگڑے کوئی ایسے جھگڑے نہیں ہیں۔ یہ علماء کی بحثیں ہیں۔ عوام کو اس میں پڑنا ہرگز روا نہیں۔ علماء جو کچھ ایک دوسرے کو کہتے ہیں وہ الزاما کہا کرتے ہیں قطعی نہیں۔ عوام کا صرف اتنا فرض ہے جس عالم کو مانے ان کی باتوں پر عمل کرے اور ایسی باتوں کا خیال نہ کرے۔ آیات متشابہات ..... سمجھ کر دل سے نکال ڈالے جن علماء کا اس کے اندر ذکر ہے وہ علماء صالحین متقین سے ہیں۔ جو لوگ اس عالم سے گزر گئے ان کی خوبیاں صرف تذکرے میں آنا چاہئیں۔ مولانا محمد قاسمؒ صاحب تو ایک بہت بڑے شخص گزرے ہیں۔ اختلافات تو قدماء سے چلے آئے ہیں اور چلے جائیں گے۔ حقیقت کی طرف نظر کرنا چاہیئے۔[1]

یہ فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں یا مولانا حشمت علی خاں جب اس قسم کے اختلافات پر آتے ہیں تو وہ محض انہیں الزامات سمجھتے ہیں یا وہ انہیں علماء دیوبند کے قطعی عقائد قرار دیتے ہیں۔ جب وہ کہتے ہیں کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے تو اس سے بڑھ کر کیا قطعیت کا کوئی اور درجہ بھی ہو سکتا ہے۔ ہم اس وقت مولانا فخر الدین کی اس

---

[1] براءۃ الابرار ص۱۱۹

بات پر کچھ اور کہنا نہیں چاہتے۔ ہم ان کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ان اختلافات میں فیصلہ علمار دیوبند کے حق میں دیا ہے اور حضرت مولانا عبد القدوس کے بیان کی پوری پوری تائید فرمائی ہے۔

صوبہ مدراس

آیئے اب صوبہ مدراس چلیں اور وہاں کے علمار کی بھی آواز سنیں۔ وہاں کے اہل علم نے ان ابواب میں کن کے حق میں فیصلہ دیا ہے:

(۱) مدراس کے ضلع نارتھ ارکاٹ میں دار السلام عمر آباد میں جامعہ عربیہ مدراس کا ایک مشہور علمی مرکز ہے۔ عمر آباد آمبور کے متصل واقع ہے۔ ناظم جامعہ مولانا فضل اللہ لکھتے ہیں:-

اکابر علمار دیوبند موجودہ زمانہ کے بہترین مسلمان ہیں اور وہ سلف صالحین کا اچھا نمونہ ہیں۔ یہ حضرات اہل السنۃ والجماعۃ کا سرگروہ ہیں۔ شرک و بدعت کے اصول و فروع کی بیخ کنی میں بے مثل بہادر ہیں جس کی وجہ سے اہل بدعت نام نہاد علمار مشائخ ان کو وہابی کے نام سے پکارتے ہیں۔ علمار اہل حق اپنی نسبت سلف سے کرتے ہیں..... سنی حنفی کی تعریف میرے اعتقاد کے مطابق یہی ہے کہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع حسب اصول قائم کردہ امام ابو حنیفہؒ کیا کرے اور بدعت کی تعریف حسب کتبِ اصول یہ ہے کہ قرونِ ثلثۃ مشہود لہا بالخیر کے خلاف کوئی ایسی بات نکالی جائے جس کا استنباط ان قرونِ مبارکہ سے نہ ہوا اور اسی ہی قسم کے کام کرنے والے کو بدعتی کہا جائے گا جس کی بابت وعید وارد ہے۔ اهل البدع كلاب النار[۱]

---

[۱] براءت الابرار ص۲۲۸ (ترجمہ) اہلِ بدعت جہنم میں بھونکنے والے ہوں گے۔

(۲) مدراس کے شہر ویلور میں مدرسہ باقیات صالحات ایک مشہور دینی درسگاہ تھی اس کے دارالافتاء کی طرف سے اس موضوع پر یہ فیصلہ دیا گیا :-

مدرسہ دیوبند دینی مدارس میں مشہور و معروف مدرسہ ہے جس سے ایک عالم فیضیاب ہوا اور ہو رہا ہے اور اس کے علماء مذکورین اہل السنۃ والجماعۃ اور احناف سے ہیں جن کا فیض لسانی اور قلمی اظہر من الشمس ہے ان کے مکفر پر بمجوائے حدیث شریف کفر ہے۔[۱]

مدرسہ کے مفتی مولانا ضیاء الدین احمد نے اس پر دستخط فرمائے اور حضرت شیخ آدمؒ نے اس کی الجواب صحیح لکھ کر تائید کی۔

پھر مولانا عبدالرحیمؒ صاحب مدرس مدرسہ باقیات صالحات نے اس پر ایک مستقل تحریر لکھی جس پر مولانا محمد عبدالصمد علی۔ مولانا محمد عبدالعلی صاحب۔ مولانا ضیاء الدین احمد۔ مولانا محمد سعید۔ مولانا محمد احمد۔ مولانا قادر محی الدین۔ مولانا محمد حسن بادشاہ۔ مولانا سید عرب نے دستخط کیے۔ مولانا عبدالرحیم علماء دیوبند کے بارے میں لکھتے ہیں :-

ان سے دنیا کا ہر سرگوشہ فیضیاب ہوا۔ تصانیف سے بھی۔ تقاریر سے بھی پھر ان کے فیض سے عجم چھوٹا ہے نہ عرب — علوم ظاہری میں جہاں ان کے لاکھوں تلامیذ ہیں وہاں علوم باطنیہ میں بے حساب معتقدین و مستفیدین ہیں — غرضیکہ شریعت و طریقت میں خلق خدا ان کے ارشاد و ہدایت کی ممنون ہے۔ ایسے علماء ربانیین کو کافر کہنے والا بحکم حدیث شریف مرجع کفر اور کافر ہے اور مسلمانوں میں فتنہ پیدا کرنے والا ہے۔[۲]

علماء حیدر آباد کی تصدیقات میں مولانا محمد مصطفیٰ مدراسی کے دستخط آ چکے ہیں اور مولانا ابوالمعالی محمد رحمۃ اللہ المدراسی کی تصدیق بھی ثبت ہے اس لیے ہم یہاں انہیں دوبارہ ذکر نہیں کر رہے۔

---

[۱] براءۃ الابرار صفحہ ۲۸۴ [۲] ایضاً صفحہ ۲۸۵

آیئے اب آپ کو پھر یوپی لے چلیں۔ ہندوستان کا مشہور علمی مرکز علی گڑھ جس طرح مسلم یونیورسٹی کے باعث مشہور رہے۔ دینی علوم میں بھی وہاں کے علماء کچھ کم معروف نہیں رہے۔ ان کی غیر جانبدارانہ روش سے ایک جہاں متاثر ہے۔ مولانا لطف اللہؒ علی گڑھی سے کون واقف نہیں۔ جس زمانے میں علماء علی گڑھ کے پاس رنگون کا یہ استفتاء آیا۔ ان دنوں وہاں حضرت مولانا محمدؒ عزیز۔ مولانا حبیبؒ احمد کیرانوی اور مولانا ابوالحسن محمد حسنؒ کا فتوے چلتا تھا — مولانا محمد عزیز صاحب مولانا حشمت علی خان کے بارے میں لکھتے ہیں :-

> میں اس استفتاء کے دیکھنے سے پہلے یہ خیال رکھتا تھا کہ مولوی حشمت علی کو علم سے کچھ مس ہوگی۔ مگر آج ...... مجھے اس کے نام کے ساتھ لفظ مولوی لکھتے ہوئے حیا آتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کتاب کو کبھی ہاتھ سے بھی نہیں چھوا ہے۔ بلکہ میں ضرور کہوں گا کہ وہ احمد رضا خاں صاحب کا ناخلف فرزند ہے — ہمارے لیے براہین قاطعہ جیسی برہان اور دلیل کافی ہے اگر مولوی حشمت علی میں اتنی طاقت ہے تو اس کا جواب لکھ دے ورنہ آئندہ سے اپنا منہ مسلمانوں کو نہ دکھاوے[1]

مولانا احمد رضا خاں کا ناخلف فرزند

مولانا احمد رضا خاں نے جب حسام الحرمین میں علمائے دیوبند کی عبارات کو غلط پیرایہ میں پیش کر کے علمائے حرمین سے ان پر کفر کے فتوے حاصل کیے تو مولانا خلیل احمد صاحبؒ محدث سہارنپوریؒ نے ان عبارات کی تفصیل و تشریح سے ان پر سے شبہات کے سارے بادل اڑا دیئے تھے اور علماء دیوبند کے عقائد کھل کر عوام کے سامنے آ گئے تھے۔ بات صاف ہونے کے بعد مولانا احمد رضا خاں نے ان عبارات کی بحثیں چھوڑ دی تھیں۔ ہماری نظر سے کوئی ایسا حوالہ

---

[1] براءۃ الابرار صفحہ ۳۲

نہیں گزرا کہ مولانا احمد رضا خاں نے المہند کے شائع ہونے کے بعد بھی اپنی یہ مہم باقی رکھی ہو۔ بلکہ ایک دفعہ ان کے پیروؤں میں سے مولانا خلیل الرحمٰن نے اپنے تمام ابنائے جنس بریلوی علماء کو چیلنج دیا کہ المہند کی وضاحت کے بعد اعلیٰ حضرت کی کوئی تحریر بتاؤ کہ انہوں نے ان جوابات کو غلط ناکافی قرار دیا ہو۔ مولانا خلیل الرحمٰن اس پر خود بھی علماء دیوبند کی تکفیر سے رُک گئے تھے۔ اور پھر دوسرے بریلوی علماء کو بھی وہ اسی انصاف کی دعوت دیتے رہے۔

مولانا محمد عزیز نے اسی اصل کی بناء پر مولانا حشمت علی خاں کو ان کا ناخلف فرزند لکھا ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ ان دنوں آج سے ستر سال پہلے بھی یہ بات مشہور تھی کہ مولانا احمد رضا خاں اب علماء دیوبند کی تکفیر کے موقف پر نہیں رہے اور وہ المہند کی وضاحت کے بعد اس تھوک تکفیر سے رُک گئے ہیں ورنہ حشمت علی کو ان کا ناخلف فرزند نہ کہا جاتا۔

حضرت مولانا محمد عزیز کی اس تحریر پر مولانا محمد زبیر علی گڑھی اور مولانا مجیب الرحمٰن علی گڑھی کے بھی دستخط ہیں [1]

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ رائے کہ مولانا حشمت علی مولانا احمد رضا خاں کے ناخلف فرزند ہیں۔ صرف مولانا محمد عزیز کی ہی بات نہ تھی بلکہ اور کئی علماء بھی یہی گمان رکھتے تھے۔

ضلع علی گڑھ میں ایک ریاست مینڈھی تھی جہاں مدرسہ یوسفیہ تھا۔ اُس کے صدر مدرس لکھتے ہیں :۔

> مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھویؒ اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب مدظلہم اور دیگر بزرگانِ دیوبند مقبولانِ بارگاہِ الٰہی ہیں ان کو کافر کہنے والا ایسا ہے جیسے کوئی آفتاب کو سیاہ بتلائے۔ خدا ایسے ہوا پرست اشخاص کے شر سے محفوظ رکھے [2]

---

[1] براءۃ الابرار صد ۳۲ [2] ایضاً صد ۳۶

اسی مدرسہ کے مدرس دوم مولانا محمد حسنؒ رقمطراز ہیں :-

مکفرین علماء دیوبند کی یہ مثال ہے :-

نُور مے تابد سگش عوعو کند ۔۔۔ روشنی چمکتی ہے اور سگِ در بار بھونکتا ہے ۔۔۔

اور سنت بھی کچھ یُوں جاری ہوئی ہے کہ سچے مبلغ توحید کی، ہر متبع سنت کی تکفیر ہوتی رہی ہے۔ اسے طرح طرح کی اذیتیں پہنچتی رہیں اور اس کا مقاطعہ ہوتا رہا...... میرے نزدیک فرقہ ناجیہ اس شر القرون میں..... صرف علماء دیوبند کا طبقہ ہے ۔۔۔ اس کا مخالف امام المضلین حامی بدعت ہے۔[1]

ایک ہی جگہ پھرتے آپ اُکتا نہ جائیں۔ اب آئیے آپ کو کچھ دیر کے لیے پنجاب لے چلیں پنجاب کے علماء میں سے ہم آپ کے سامنے لاہور۔ فیصل آباد۔ گوجرانوالہ۔ لدھیانہ اور کرنال کے پانچ فیصلے نقل کرتے ہیں۔

پنجاب

(۱) لاہور کے اورینٹل کالج کے پروفیسر مولانا نجم الدینؒ صاحب ایک جانبدار شخصیت تھے یہ مولانا حشمت علی کے نام تک سے واقف نہ تھے۔ انہوں نے بعض علماء دیوبند کو دیکھا اور اپنے اس مختصر مشاہدہ اور استفادہ سے ان کے بارے میں یہ رائے قائم کی

مولوی حشمت علی کو جن کا نام نامی آپ نے استفسار میں ذکر کیا میں نہیں جانتا کہ وہ کون بزرگ ہیں نہ ان کے کارناموں سے آج تک کوئی اطلاع پہنچی اور نہ ان کی شخصیت سے کوئی واقفیت ہے..... اس قسم کے علماء جن کا مشغلہ سوائے کفر و تکفیر کے اور کوئی نہیں قوم کے لیے سم قاتل کا حکم رکھتے ہیں..... میں نے چند علماء دیوبند کو دیکھا اور بعض سے استفادہ کا موقع بھی ملا۔ ان کے اعتقادات

---

[1] براءۃ الابرار صفحہ ۳۷

اور اعمال اور اخلاق کو من حیث الجماعۃ کسی گروہ یا فرقہ اسلام میں میں نے نہیں پایا۔ نہایت دیندار اور پکے مسلمان اور شریعت کے پابند پائے گئے ..... اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی کرے تو اسے وہ مسلمان نہیں کہتے [1]

(۲) ضلع لائلپور کے مولانا جان محمد حنفی مدن پوری لکھتے ہیں:۔

حضرات علماء دیوبند اہل السنۃ والجماعۃ ہیں جس قدر دین کی خدمت ان حضرات نے کی ہے کوئی اس کا نمونہ پیش نہیں کر سکتا۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمہ آفتاب را چہ گناہ

ایسے علماء ربانی کو کافر کہنے والا خود کافر ہے — علماء دیوبند کا کوئی مسئلہ فقہ حنفی کے مخالف نہیں ہے اگر کوئی مدعی ہو تو کتب حنفیہ سے علماء دیوبند کی مخالفت ثابت کرے۔ علماء دیوبند پکے حنفی مقلد امام اعظم کے ہیں اگر ان کو کوئی وہابی یا غیر مقلد کہے تو وہ کاذب ہے۔ [2]

اس فیصلے پر پھر مولانا غلام محمد صاحب مدح پوری نے بھی دستخط ثبت فرمائے۔

(۳) گوجرانوالہ کے مشہور عالم دین محدث پنجاب حضرت مولانا عبدالعزیزؒ سے کون واقف نہیں۔ نبراس الساری علی اطراف البخاری کے مصنف آپ ہی ہیں۔ آپ سے بھی علماء رنگوں نے رجوع فرمایا۔ آپ کے مدرسہ انوار العلوم گوجرانوالہ کے خطیب عمدۃ المحققین مولانا عبدالواحدؒ تھے۔ آپ نے بھی حضرت محدث پنجاب کے اس فیصلہ پر دستخط فرمائے۔ حضرت مولانا مفتی محمدؒ خلیل صاحب نے بھی اس پر دستخط فرمائے۔

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں:۔

میرے خیال میں جن علماء کو مولوی حشمت علی اپنی عاقبت خراب کرنے کے

---

[1] براءۃ الابرار صد ۲۹۳ [2] ایضاً صد ۱۱۱

لیے کافر کہتے ہیں. وہ علم ظاہری کے علاوہ علم تصوف اور علم الاحسان میں بھی
وہ درجہ رکھتے ہیں کہ نہ اُن کے زمانہ میں کوئی ان کا ہمسر تھا نہ بعد کو ہے
...... اسلام کسی کی جائیداد نہیں کہ وہ کہہ سکے کہ میں مسلمان ہوں اور دوسرا کافر
— اسلام قرآن کریم اور حدیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کا
نام ہے. یہ لوگ جن کو کافر کہا جاتا ہے دنیا قرآن اور حدیث اور فقہ سمجھنے میں
ان کے محتاج ہیں جیسا کہ ظاہر ہے اور ہر جگہ انہی حضرات کے فیض سے قرآن
و حدیث کا درس جاری ہے.[1]

(۴) حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب لدھیانوی لکھتے ہیں:۔
علماء دیوبند سُنی حنفی ہیں. ان کو کافر کہنے والا یا تو متعصب ہے یا جاہل مطلق ہے.[2]
۱۳۵۰ھ کے اس فیصلے پر تحریک آزادیٔ ہند کے مشہور راہنما رئیس الاحرار حضرت مولانا
حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے بھی دستخط ہیں.

(۵) پانی پت ضلع کرنال شروع سے اہل علم کا مرکز رہا ہے نقشبندی سلسلہ کے مشہور بزرگ
مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی (مؤلف تفسیر مظہری عربی) یہیں کے رہنے والے تھے. رنگون
سے یہ استفتاء پانی پت بھی آیا. ان دنوں وہاں مولانا عبدالحلیم انصاریؒ کا فتویٰ چلتا تھا. آپ
نے علماء دیوبند کے بارے میں یہ فیصلہ لکھا ہے:۔

سوال میں جن بزرگوں کی نسبت مولوی حشمت علی کا مقولہ نقل کیا گیا ہے یہ وہ
اکابر ہیں جنہوں نے کفر و شرک کے مٹانے اور احیاء سنت جناب سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بڑی بڑی قربانیاں دی اور مصائب برداشت کیے ہیں
اور ان ہی بزرگوں کی بدولت آج ہندوستان میں اسلام زندہ ہے.[3]

---

[1] براءۃ الابرار صد ۲۸۲ [2] ایضاً صد ۳۲۸ [3] ایضاً صد ۲۰۹

صوبہ سندھ

اب آئیے علماء سندھ سے بھی بات پوچھ لیں کہ مولانا حشمت علی خاں کے ان تکفیری فتوؤں میں کچھ جان ہے کہ نہیں؟

① کراچی

دارالعلوم کھڈہ کراچی کے جلیل القدر عالم مولانا محمد صادق نے رنگون کے اس استفتار کے کے جواب میں یہ فیصلہ دیا ۔

> اکابر علماء دیوبند کافر نہیں اور نہ وہابی ہیں. بلکہ سُنی حنفی متدین متقی اور صلحاء ہیں جو لوگ ان کو کافر کہتے ہیں (جیسے مولانا حشمت علی خاں) وہ بہتان اور افتراء سے کام لیتے ہیں اور ناجائز کذب بکتے ہیں. ان کی طرف کسی مسلمان کو التفات بھی نہ کرنا چاہیئے. خدا ان کو دُنیا و آخرت میں عذاب و خزی عطا فرمائے گا.[1]

برما

آیئے اب آپ کو ہم برما لے چلیں :

برما ایک آزاد ملک ہے جس کی بڑی آبادی بدھ مت کا عقیدہ رکھتی ہے. وہاں کا دوسرا بڑا مذہب اسلام ہے. عام لوگ بہت سادہ مزاج ہیں. مولانا حشمت علی کو تلاش تھی کہ مولانا احمد رضا خاں کی تکفیری مہم کو آگے بڑھانے کے لیے کہاں سے اس کا آغاز کیا جائے.

کسی نے اسے کہہ دیا کہ تمہیں زیادہ بدھو برما میں ملیں گے اس کی مراد تھی بدھ مت کے

---

[1] براءۃ الابرار صک ۳۳

ماننے والے. مولانا حشمت علی نے اسے دوسرے معنوں میں سمجھا اور رنگون آوارد ہوئے ان کا رنگون آنا پورے ہندوستان کے لیے ایک بڑی رحمت خداوندی ثابت ہوا —— یہ اس طرح ہوا کہ علماء رنگون نے اس پیش آمدہ موضوع پر پورے ہندوستان کے علماء سے رابطہ قائم کیا اور اس پر کل علماء ہند کا اجماع ہو گیا کہ علماء دیوبند کے ہرگز وہ عقائد نہیں جو مولانا حشمت علی خاں اُن کے ذمہ لگا رہے ہیں۔

برما کے ان علاقوں کے علماء کی رائے ملاحظہ فرمائیں:۔

حضرت مولانا غلام علی شاہ صاحب مدرسہ محمدیہ شہر مانڈلے (برما)

اکابر علماء دیوبند مسئول عنہم پورے پورے مسلمان مومن سنت جماعت حنفی ہیں. کیونکہ ان کے عقائد و اعمال شمس نصف النہار کی طرح سنت جماعت احناف کے ہیں جو کہ حنفی کتب فقہ و عقائد کے ساتھ پورا پورا تطابق رکھتے ہیں اور ان کے مسلمان سنی حنفی ہونے پر چاروں مذہبوں کے علماء حرمین شریفین اور ہند و سندھ اور شام و مصر وغیرہ کے فتویٰ مزین بمواہیر موجود و مطبوع ہیں بلکہ ان میں یہ بھی مرقوم ہے کہ اہل سنت جماعت حنفی دیوبند والے ہی ہیں. باقی رہا حشمت علی وغیرہ کا کافر کہنا تو ان کا قول تو گوزشتر کے موافق بھی وقعت نہیں رکھتا کیونکہ ان کے یہاں تو کفر کی منڈی ہے صرف مسلمانوں کو کافر بنانے پر ہی کمر باندھی ہوئی ہے. یہود و نصاریٰ و مشرکین ہند کو ہرگز کچھ نہیں کہتے. صرف مسلمانوں کے ہی پیچھے پڑے ہوئے ہیں..... اس کفر کی منڈی سے حشمت علی کی دوکان کا کا کفر نہایت ہی ارزاں فروخت ہوا. بلکہ انعام کے طور پر کل رضائیوں پہ عام عنایت ہوئی اور کل رضائی و رضوی فیض یاب شقاوت کفر فی الدارین ہو گئے اور کل دیوبندی ان کے پیشوا احمد رضا خاں کی قلم شدید کفر ریزے سے شرفیاب

سعادت اسلام ہو گئے۔ اب حشمت علی کو اختیار ہے چاہے اپنے پیشوا کو اور خود اپنی جماعت کو کفر کے گڑھے میں محصور رہنے دے یا بالکل دیوبندیوں کے اسلام کو توبہ کر کے مسلم اور منظور کرے۔[1]

مولانا اسمٰعیل بن محمود کفلیتوی۔ امام سورتی جامع مسجد شہر مانڈلے برما

یہ جمیع حضرات اکابر مقتدائے اسلام و مسلمین ہیں۔ ان کے فیوض ظاہری و باطنی سے جملہ اہل اسلام مستفیض ہیں حتیٰ کہ عرب و عجم میں ان کے شاگرد علوم دینیہ کی ترویج میں مشغول ہیں اور یہ حضرات اکابر علماء حقانی میں شمار ہیں۔ ..... تیرھویں صدی میں ایک مفتی مفتری کذاب خان صاحب بریلوی اور ان کے پیرو خاص کر حشمت علی رضا خانی نے بوجہ ہوائے نفسانی ان اکابر کی طرف عقائد باطلہ کی غلط نسبت کی ہے۔ حالانکہ وہ عقائد باطلہ نہ انکی کتابوں میں مذکور ہیں نہ وہ حضرات ان کے اقرار کرنے والے بلکہ قطعی طور پہ منکر ہیں۔ یہ حضراتِ اکابر خود ایسے عقائد والے کو خارج از اسلام جانتے ہیں بحمد اللہ یہ حضراتِ اکابر پکے اہل سنت والجماعت اور حنفی المذہب ہیں۔[2]

مولانا سید حسین صاحب شوئیچین ضلع پیگو برما

حضرات (اکابر دیوبند) کو بقول حشمت علی رضا خانی کے کافر کہنا شرعاً حرام و ناجائز ہے۔ یہ حضرات مسلمانانِ عالم کے مقتدا اور رہبر کامل ہیں۔ ان حضرات کے دل میں اسلام کا درد تھا۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے محب اور تابعدار ہیں۔ سنتِ نبویہ کے خلاف نہ خود کوئی کام کرتے تھے اور نہ کسی کو کرتے

---

[1] براءۃ الابرار ص ۲۳۱ [2] ایضاً ص ۲۴۷

ہوئے دیکھ سکتے تھے ...... [1]

اس پر مولانا نور احمد صاحب. رنگون کے مولانا مفتی محمود صاحب. شیخ الحدیث مولانا بشیر اللہ صاحب کے بھی دستخط ہیں.

مظفر نگر

یوپی کا ایک مشہور علمی مرکز مظفر نگر ہے. مولانا ظفر احمد صاحب وہاں کے مشہور عالم اور فاضل تھے اور لوگ عام مسائل میں آپ کی طرف ہی رجوع کرتے تھے آپ سے مولانا حشمت علی خاں کے علماء دیوبند پر الزامات کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اس کا یہ جواب دیا:

> کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا. یہ حضرات عمائد اسلام مشائخ اسلام. رونق اسلام. زینت اسلام ہیں. ان کے دم سے شریعت و طریقت کو فروغ ہوا. توحید و اتباع سنت کو حیاتِ تازہ حاصل ہوئی جبکہ قبر پرستوں اور بدعتیوں کے غلبہ سے توحید و اتباع سنت کا چراغ ہی ہندوستان سے گل ہونے لگا تھا. یہ حضرات حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ محدث دہلوی کے خاندان کے حدیث کے چمکتے ہوئے چراغ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے سلسلہ کے گل صد برگ ہیں. کابل اور حیدر آباد اور مکہ و مدینہ وجدہ و شام وغیرہ بلادِ اسلام میں ان علماء دیوبند کے فیض پانے والے بڑے بڑے عہدوں پر فائز اور حکمران ہیں اور درس حدیث و فقہ و تفسیر میں مشغول ہیں — نعوذ باللہ. اگر یہ کافر ہیں تو دنیا میں مسلمان کون ہیں؟

مولانا ظفر احمد صاحب کے اس جواب پر غور کیجئے کتنی وضاحت سے لکھتے ہیں. کہ صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ کابل اور عرب ممالک میں بھی ان کا سکہ چلتا ہے اور ان حضرات کی دینی خدمات

---

[1] براءۃ الابرار ص۳۲ [2] ایضاً ص۲۶۱

سے ایک دنیا فیضیاب ہو رہی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور مجدد الف ثانیؒ کے سچے اور صحیح وارث کوئی ہیں تو مولانا ظفر احمد صاحب کے بقول یہ ہی حضرات ہیں۔ دیوبندی بریلوی تنازع میں مولانا ظفر احمد صاحب کا یہ فیصلہ نہایت اہم ہے۔ کہ علماء دیوبند علم حدیث کے خادم تھے اور ان پہ مولانا حشمت علی خاں کے الزامات سراسر جھوٹ ہیں۔

پھر مولانا عمر احمد مظفر نگری کا یہ فیصلہ بھی کوئی کم اہمیت کا حامل نہیں۔

اکابر ملت حنفیہ حضرات دیوبند کو کافر کہنا یقیناً فسق ہے اور اس کا فاعل گنہگار ہے ...... ایسے لوگوں سے بحیثیت ملت قطع تعلقات کر دینا چاہیئے۔ [1]

اس فیصلے پہ مولانا محمد احمد مظفر نگری کے بھی دستخط ہیں۔

جونپور

ہندوستان کے شہر جونپور سے کون ناواقف ہوگا۔ مدرسہ تبلیغ الاسلام سے یہاں کی علمی عظمت قائم تھی۔ یہاں بھی رنگون سے استفتاء پہنچا۔ اس مدرسہ کے مولانا محمد بن سلطان نے اس کا درج ذیل جواب لکھا اور اس پر اسی مدرسہ کے مولانا محمد شریف صاحب نے تصدیقی دستخط ثبت کیے۔

علماء دیوبند کے سُنی حنفی ہونے میں کوئی شبہ نہیں ...... ان حضرات کے سُنی حنفی اہل حق ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ [2]

رائے بریلی

جلال پور ضلع رائے بریلی کے مشہور عالم حضرت مولانا مولوی عبد التواب صاحب سے علمی حلقہ ناواقف نہیں۔ آپ عربی کے ادیب مولوی فاضل اور چشتیہ سلسلہ کے صاحب نسبت تھے۔ بقیۃ الحبیب تحیۃ الاسلام، حیات بعد الموت اور برکات رمضان آپ کی تالیفات ہیں۔ رنگون سے آئے ہوئے

---

[1] براءۃ الابرار صـ۲۳۲   [2] ایضاً صـ۲۹۷

استفتاء کے جواب میں آپ نے لکھا کہ :-

علماء دیوبند بڑے پکے حنفی اور سُنی مسلمان ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کو خوب سمجھ بُوجھ کر دل وجان سے مانتے ہیں۔ جناب رسالت مآب روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت رکھتے ہیں اور آپ کی کسی امر اور کسی حالت میں بے ادبی اور گستاخی نہیں کرتے۔ بلکہ ہر حالت میں اتباع سنّت نبوی دن رات ان کا کام ہے۔ ان کی ذات سے اسلام کی اشاعت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان بوجہ اتم جاری ہے۔ دیوبند کا مدرسہ عربی علوم کا بہت بڑا دارالعلوم ہے اس میں عرصہ دراز سے قرآن حدیث کے متعلق جملہ علوم وفنون کی تعلیم ہوتی ہے..... ان نیک اور مقدس بزرگوں یعنی علماء کرام کو کافر بتلانا سراسر غلط اور محض اتہام ہے۔ سبحانك هٰذا بهتان عظيم..... جو لوگ ان کو کافر بتلاتے ہیں وہ اپنی عاقبت بگاڑتے ہیں۔[1]

ضلع رائے بریلی کے قصبہ جائس میں ایک خانقاہ تھی جس کے سجادہ نشین سید شاہ علی نقی تھے۔ آپ نے بھی مولانا احمد رضا خاں کی اس واردات تکفیر کی مخالفت کی اور کھل کر علماء دیوبند کا ساتھ دیا۔

اٹاوہ

اٹاوہ شہر کے محلہ ثابت گنج کے بلند پایہ عالم مولانا ظہور الحق تھے۔ آپ کی خدمت میں بھی رنگون سے استفتاء پہنچا۔ آپ نے علماء دیوبند کے فضل وکمالات کی کھلے طور پر شہادت دی اور یہاں تک لکھا کہ :-

یہی نفوس قدسیہ اسلام کے نمونے اور اس کی صحیح صورتیں ہیں۔ مولانا تھانویؒ

---

[1] براءۃ الابرار صفحہ ۲۹۸ [2] دیکھئے ایضاً صفحہ ۱۰۷

کو دیکھ لیجئے کہ شریعت و طریقت کی جامعیت میں حضرت امام غزالیؒ سے کسی طرح کم نہیں. بڑے بڑے سیاحین و محققین کی یہ تحقیق ہے کہ مولانا جیسا جامع شیخ روئے زمین پر نہیں. مگر ہنر بچشم عداوت بزرگ عیب است ان حضرات کے یہ فضل و کمالات ہی تو رضا خانی پارٹی کے آتش حسد کے اشتعال کے باعث ہوئے..... [1]

ضلع گونڈہ

اترولہ ضلع گونڈہ اس اعتبار سے بڑی شہرت کا حامل تھا کہ یہاں ایک اسکول تھا جس میں عربی کی تعلیم دی جاتی تھی. اس کے پرنسپل مولانا ابوالنصر محمد فاضل صاحب تھے. آپ نے رنگون سے پہنچنے والے فتوے کے جواب میں علماء دیوبند کی پوری پوری تائید کی. اور مولانا احمد رضا خاں اور مولوی حشمت علی وغیرہ کے بارے میں لکھا کہ اُن کی جھوٹے الزامات کی یہ واردات ایک کمینہ حرکت ہے. آپ لکھتے ہیں:-

ان اکابر علماء کو کافر کہنا اپنی کم علمی. نادانی اور کمینگی کا بیّن ثبوت پیش کرنا ہے اگر یہی حضرات کافر ہیں تو پھر دُنیا بھر میں اہل ایمان مفقود ہیں. میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے نالائقوں نااہلوں کو لوگ اپنی مجالس میں کیسے وعظ گوئی کی اجازت دیتے ہیں. یہ ابن الوقت ضرورت پرست حسب موقع تقریر کرتے ہیں .....
ان کم بختوں نے صرف تعصب کی ایسی زبردست پٹی اپنی چشم پر باندھ رکھی ہے... علما دیوبند کو کافر بتلانے والا اپنے ایمان کی کمزوری ظاہر کرتا ہے۔ [2]

---

[1] براءۃ الابرار صفحہ ۱۵۵ [2] ایضاً صفحہ ۱۱۳

شملہ ضلع پٹیالہ

شملہ ضلع پٹیالہ کی جامع مسجد صرف مسجد ہی نہیں تھی بلکہ علاقے کا ایک بہت بڑا علمی مرکز بھی جس کا ایک اپنا دارالافتاء تھا. لوگ مسائل دینیہ میں اس دارالافتاء پر اعتماد کرتے تھے اس مسجد کے خطیب اور دارالافتاء کے مفتی مولانا مفتی احمد حسن انصاری نے لکھا:۔

علماء دیوبند مسلمان ہیں اور ایسے مسلمان ہیں کہ ان کی وجہ سے لاکھوں انسانوں نے اسلام قبول کیا اور ان کے مبارک ہاتھوں سے لاکھوں بنی نوع انسان مسلمان ہوئے . . . شریعت و طریقت کے جامع یہی حضرات ہیں ان کے علمی فیوض سے دنیا کا گوشہ گوشہ سیراب ہے اور موجودہ لامذہبی کے زمانہ میں ان حضرات سے تعلق باعث نجات ہے. حشمت علی نے جو کچھ بیان کیا ہے اپنی عاقبت خراب کی ہے[1]

جہاں گنج ضلع فرخ آباد — مولانا مودودی کا فیصلہ

جہاں گنج ضلع فرخ آباد کے عارف باللہ حضرت مولانا صوفی عبدالواحد شاہ مودودی چشتیؒ بلند پایہ علمی شہرت اور روحانی شخصیت کے مالک تھے. آپ رنگون سے آئے ہوئے استفتاء کے جواب میں لکھتے ہیں:۔

اکابرین علماء (دیوبند) کی شان علم بڑی ہے ان کو ایک معمولی مولوی کا کافر بنانا اس کے علم کی کمی کی دلیل ہے.[2]

ہمارے خیال میں اس کے پیچھے علم کی کمی نہیں بدنیتی شامل حال تھی اور انگریز اپنی حکومت کے استحکام کے لیے علماء دیوبند کے خلاف اپنے سامنے کچھ علماء کو لانے کے لیے مجبور تھے. مرزا غلام احمد تو

---

[1] براءۃ الابرار ص ۱۱۸

ہر جگہ کلام نہ دے سکتا تھا فرمنی بنوت کے نیچے منصب مجدّد بھی توڑ کرنا تھا۔

حق بات پالینے والوں کا فکری نکتہ

رنگون سے آنے والے استفتار اور پورے ہندوستان سے جاری ہونے والے افتار کی یہ تاریخی دستاویز ۱۹۲۴ء کی چھپی ہے۔ اس میں ہندوستان کے کسی ایک شہر سے شرعی رائے نہیں پوچھی گئی۔ پورے ہندوستان کے اطراف و اکناف اور اس کے تمام بلاد وسطی اور بلاد اقصیٰ کے علمی حلقوں سے استفتار کیا گیا تھا اور ان سب کا یہ متفقہ موقف ہے کہ مولانا احمد رضا خاں اور مولانا حشمت علی کی یہ واردات تکفیر علم و دیانت پر مبنی نہ تھی۔ علماء دیوبند اس باب میں بہت مظلوم ہیں۔

اتنے کثیر تعداد علمار کا یہ متفقہ فیصلہ پڑھنے کے بعد ذہن اس کے مقابل کسی دوسری ایسی دستاویز کی تلاش کرتا ہے جو دوسری جانب سے لکھی گئی ہو۔ اور بریلویوں نے انہی دونوں مولانا حشمت علی خاں کے دفاع میں کہیں تیار کی ہو — ہم اس کی تلاش کرتے کرتے تھک گئے مگر اس دور کی (صدی یا پون صدی پہلے کی) ہمیں کوئی ایسی بریلوی تالیف نہیں ملی جس میں مولانا حشمت علی کی حمایت میں کوئی دس علماء کا بیان بھی آیا ہو۔ بلکہ ہندوستان کے چار اطراف سے کوئی ایک فتوے ہی مولانا احمد رضا خاں کے حق میں صادر ہوا ہو۔ ہندوستان میں علماء جہاں بھی دیکھے گئے سب مولانا احمد رضا خاں کو قصور وار ٹھہراتے دیکھے گئے ہیں۔

جب بریلویوں کے پاس اس عہد کی ایک ایسی دستاویز بھی نہیں ملتی جس میں ہندوستان کے دوسرے معروف مدارس کے علماء نے کہیں مولانا احمد رضا خاں یا مولانا حشمت علی خاں کا ساتھ دیا ہو تو بریلوی مولوی وزن بیت کے لیے پُرانی فرسودہ کتاب حسام الحرمین کو لے آتے ہیں۔ حالانکہ اس کتاب میں مولانا احمد رضا خاں نے جن عرب حضرات سے علماء دیوبند کی اردو عبارات پر فتویٰ حاصل کیے تھے انہوں نے بعد تحقیق حال اپنے ان فتووں سے رجوع کرلیا تھا اور اس کے جواب

میں جب المہند علی المفند سامنے آئی تو اس سے پورے ہندوستان میں مولانا احمد رضا خاں کی تکفیر کی واردات رُک گئی — اور مولانا احمد رضا خاں بھی اس کی اشاعت پر ایسے دم بخود ہوئے کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں — تاریخ گواہ ہے کہ اس کے بعد انہوں نے ایک لفظ بھی المہند کے خلاف نہیں لکھا اور نہ ان کی زندگی میں حسام الحرمین پھر کہیں دوبارہ چھپا۔

اجمیر در استھان)

اب ہم آخر میں اجمیر شریف کے حضرت مولانا علامہ معین الدین اجمیری کا فیصلہ پیش کیے دیتے ہیں. حضرت مولانا معین الدین اجمیری کا یہ فیصلہ اس پہلو سے بہت اہمیت رکھتا ہے کہ حضرت مولانا معین الدین خیر آبادی سلسلہ کے عالم تھے. براہ راست ان کی دیوبند سے کوئی نسبت نہ تھی. بریلوی حضرات اپنی تاریخ پیچھے لے جانے کے لیے خواہ مخواہ اپنے آپ کو حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی سے جوڑتے ہیں. حالانکہ خیر آبادی حضرات مولانا احمد رضا خاں کی ردِ وہابیہ کے شغل کو ایک خبط سے زیادہ اہمیت نہ دیتے تھے. حضرت مولانا عبد الحق خیر آبادی نے جب مولانا احمد رضا خاں سے پوچھا کہ کس فن میں تصنیف کرتے ہو تو آپ نے کہا جس مسئلہ دینیہ میں ضرورت دیکھی اور ردِ وہابیہ میں — اس پر حضرت علامہ نے فرمایا تھا۔

ایک وہ ہمارا بدایونی خبطی ہے کہ ہر وقت اس خبط میں (ردِ وہابیہ میں) مبتلا رہتا ہے..... اعلیحضرت آزردہ ہوئے.[1]

اس سے پتہ چلتا ہے کہ خیر آبادی حضرات مولانا احمد رضا خاں کے اس ردِ وہابیہ کے کاروبار سے ہرگز خوش نہ تھے — اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صرف علماء دیوبند کے مقابل میں گستاخ نہ تھے خیر آبادی سلسلہ کے اکابر سے بھی ان کا نہایت گستاخانہ ردِ عمل تھا.

کچھوچھوی برادران مدنی میاں اور ہاشمی میاں نے المیزان بمبئی کا ایک خاص نمبر احمد رضا نمبر

---

[1] المیزان نمبر ص ۳۳۲

نکالا۔ اس میں انہوں نے اپنے علماء کی جو طویل فہرست دی ہے اس میں وہ حضرت مولانا معین الدین اجمیری کا اسم گرامی بھی لکھتے ہیں۔[۱]

ہاشمی میاں نے آپ کو آفتاب علم لکھا ہے۔ آپ خواجہ قمرالدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف کے بھی اُستاد تھے۔ ہاشمی میاں آپ کو شمس العلماء کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

اس پس منظر میں حضرت مولانا معین الدین اجمیری کا علماء دیوبند کے حق میں فیصلہ دینا بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ آپ علماء دیوبند کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

یہ حضرات مسلمان اور مسلمانوں کے پیشوا ہیں۔[۲]

پھر اس پہ حضرت مولانا منتخب الحق اور مولانا عبدالغفور صاحب نے بھی تصدیق ثبت فرمائی ہے۔

مہر { حضرت مولانا معین الدین اجمیری ۱۳۳۵ھ }

حضرت اجمیری نے مولانا احمد رضا خاں کے شوق تکفیر کی ان الفاظ میں بھی مذمت فرمائی:۔

دنیا میں شاید کسی نے اس قدر کافروں کو مسلمان نہیں کیا ہو گا جس قدر اعلیحضرت نے مسلمانوں کو کافر بنایا۔ یہ وہ فضیلت ہے جو سوائے اعلیحضرت کے کسی کے حصے میں نہیں آئی۔[۳]

شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی خلیفہ ارشد جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کا یہ بیان پہلے دیا جا چکا ہے:

یہ اکابر علماء دین ہرگز کافر نہیں ہیں بلکہ بڑے اولیاء اللہ ہیں۔[۴]

بہاولپور میں انگریزی عہد میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین فسخ نکاح کا ایک مقدمہ چلا تھا جس میں دیوبند سے اکابر علماء بیان دینے کے لیے تشریف لائے تھے انہیں حضرت مولانا گھوٹوی نے ہی منگوایا تھا۔

---

[۱] المیزان احمد رضا نمبر ص [۲] براۃ الابرار ص ۲۰۹ [۳] تجلیہ [۴] انوار ص ۹۸

اب بستی حضرت سلطان نظام الدین اولیاء کے حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کا پُر نور بیان ملاحظہ فرمائیں۔ آپ نے علماء رنگوں کے استفسار کے جواب میں یہ سطور سپرد قلم فرمائیں۔

دیوبندی حضرات کا سلسلہ اوپر سے اس آسمان یعنی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے خاندان سے نسبت رکھتا ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نور اللہ قلوبہم و قبورہم اس آسمان کے آفتاب و ماہتاب ہیں دیوبند کے روح رواں بھی دونوں حضرات ہیں ..... اس وقت ہندوستان میں جو کچھ بھی دینداری اور خیر و برکت ہے وہ سب انہی کی یادگار ہے — ان لوگوں کے کمالات ان کے خدام میں دیکھو۔ ان کے کمالات ان کی تصانیف میں دیکھو۔ اس خاندان کے افراد میں کبھی کبھی کوئی نہ کوئی ہجرت مکہ و مدینہ کی کرتے چلے آئے ہیں۔ جس زمانہ میں جو کوئی مکہ و مدینہ چلا گیا وہ اپنے علم میں اپنے زہد میں اپنے تقویٰ میں وہاں کے رہنے والوں میں وہاں کے جانے آنے والوں میں مبارک و ممتاز رہا ہے۔ سب سے اخیر ہجرت کرنے والوں میں مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کے پاس جگہ دے کر حق تعالیٰ شانہ نے اظہار مرتبت فرمایا ہے۔ اللہ ہمیں بھی نصیب کرے آمین۔ اس خاندان کے کمالات پر خود ان کی تصانیف شاہد ہیں۔ ان کی سوانح موجود ہیں۔ علم حدیث اور تصوف کو جس قدر اس خاندان سے فروغ ہوا ہے کتابیں بھی لکھ کر — اور آدمی بھی بنا کر — اس مقدار کے ساتھ چھوڑا ہے کہ اس ہزار برس کے اندر اندر کوئی دکھلاوے تو سہی — محال ہے انشاء اللہ کوئی قابو نہ پائے گا۔ یہ وہ خاندان ہے جس میں اولیاء تو عام جماعت ہے ورنہ اس جماعت کے اعلیٰ فرد میں اقطاب و مجدد ہونا اللہ نے اس خاندان کا حصہ کر رکھا ہے یہ یہ صفات ان لوگوں کی ہیں اگر انہی کو کافر کہتے ہیں تو وہ اور

کوئی چیز لغوی ہوگی. میری عقل باور نہیں کر سکی کہ ان حضرات کو کوئی کافر کہے
بجز ان دو شخصوں کے جو کفر و اسلام کو نہ جانتے ہوں یا ہٹ دھرم ہو کر
حق کو نہ مانتے ہوں [۱]

یہ اس مرد حق کی رائے ہے جو بھٹکے ہوئے انسانوں کو اللہ کی راہ پر ڈالنے میں وقت کا داعیٔ کبیر تھا. اس کے فیصلے میں تعصب کی کوئی جھلک اور خفیف سی بُو بھی نہیں ہو سکتی ہم اس کے اس بیان پر ان شہادات کو ختم کرتے ہیں.

ان تمام بیانات کا حاصل یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے جب اپنی تکفیر امت کی تحریک شروع کی اور اہل السنۃ والجماعۃ کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا بیڑا اٹھایا تو اس وقت تمام ہندوستان کے علماء اور مشائخ یہی رائے رکھتے تھے کہ خان صاحب اور ان کے اذناب جو عقائد علماء دیوبند کے ذمّے لگا رہے ہیں وہ ہرگز ان کے عقائد نہیں. عبارات کی کھینچا تانی سے کوئی بات کسی کے ذمہ کرنا یہ صرف بچوں کا ایک کھیل ہے. اہل دانش کبھی التزامات سے کسی کا عقیدہ ثابت نہیں کرتے. لزوم اور التزام کا فرق اہل علم سے چھپا نہیں.

ہندوستان کے علماء و مشائخ کا ایک بڑا گروپ المہند میں بھی علماء دیوبند کے حق میں بیان دے چکا ہے. المہند کے بعد یہ دوسری بڑی دستاویز ہے جو براءۃ الابرار کے نام سے ان دنوں لکھی گئی ہم نے یہاں اس کی مفید تلخیص ہدیۂ ناظرین کر دی ہے.

نامناسب نہ ہوگا کہ ہم یہاں ان علماء ہند کے نام بھی لکھ دیں جنہوں نے المہند کی تصدیق کی اور مولانا احمد رضا خاں کو جارح قرار دیا.

المہند کی تصدیق کرنے والے ایشیا کے علماء و مشائخ

آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں نے امت مسلمہ کی تقسیم کی جو خطرناک سازش

---

[۱] براءۃ الابرار ص ۳۶۷

کی تھی اور علماء عرب کو فریب دے کر ان سے اردو عبارات پر فتاوے حاصل کیے تھے اس کا پردہ فخر المحدثین مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنیؒ نے پوری طرح چاک کر دیا تھا۔ علماء عرب کی طرف سے آئے ہوئے سوالات کے جوابات میں آپ نے اپنے عقائد کا برملا اعلان کیا۔ اور بتلایا کہ مولانا احمد رضا خاں نے اپنے ان الزامات میں علماء دیوبند پر کھلا جھوٹ باندھا ہے اور افتراء کیا ہے۔ مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی کا یہ بیان آپ المہند کی اس عبارت میں ملاحظہ فرمائیں۔ آپ لکھتے ہیں۔

> (احمد رضا خاں کو) جھوٹ اور جعل (بنانے) آسان ہیں کیونکہ وہ اس میں اُستادوں کا اُستاد ہے اور زمانہ کے لوگ اس کے چیلے کیونکہ تحریف وتلبیس و دجل و مکر کی اس کو عادت ہے۔ اکثر مہریں بنالیتا ہے مسیح قادیانی سے کچھ کم نہیں۔ اس لیے کہ وہ رسالت کا کھلم کھلا مدعی تھا اور یہ مجددیت کو چھپائے ہوئے علماء امت کو کافر کہتا رہتا ہے[1]

آپ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خان نے :-

> ہم پر جھوٹ بہتان باندھے اور ہماری جانب گمراہی کی نسبت کرتے رہتے ہیں[2]

یہ بات کہ مولانا احمد رضا خاں اپنے ان خود تراشیدہ الزامات میں جھوٹے ہیں صرف مولانا خلیل احمد صاحب ہی نہیں کہہ رہے بلکہ برصغیر کے اکابر علماء اور برگزیدہ مشائخ نے بیک زبان اسی وقت اس کا اعلان کر دیا تھا۔ جن علماء و مشائخ نے علماء دیوبند کے موقف کی تائید اور مولانا احمد رضا خاں کے الزامات کی تردید کی۔ ان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں :-

① شیخ الہند مولانا محمود الحسن ② مولانا میر احمد حسن امروہی ③ مولانا مفتی عزیز الرحمٰن
④ مولانا اشرف علی تھانوی ⑤ مولانا حکیم محمد حسن ⑥ مولانا شاہ عبد الرحیم رائپوری
⑦ مولانا قدرت اللہ مرادآبادی ⑧ مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی ⑨ مولانا غلام رسول

---

[1] المہند ص۵۷ مع ترجمہ [2] ایضاً ص۱۰

(۱۰) مولانا حافظ احمد صاحب	(۱۱) مولانا محمد سہول	(۱۲) مولانا عبدالصمد بجنوری
(۱۳) مولانا محمد اسحٰق نہٹوری	(۱۴) مولانا محمد ریاض الدین	(۱۵) مولانا محمد کفایت اللہ
(۱۶) مولانا محمد قاسم دہلوی	(۱۷) مولانا ضیاء الحق دہلوی	(۱۸) مولانا عاشق الٰہی میرٹھی
(۱۹) مولانا سراج احمد	(۲۰) مولانا قاری محمد اسحٰق میرٹھی	(۲۱) مولانا حکیم مصطفٰی بجنوری
(۲۲) مولانا حکیم محمد مسعود	(۲۳) مولانا محمد یحییٰ سہسرامی	(۲۴) مولانا کفایت اللہ گنگوہی

یہ علماء کرام اور جہابذۂ اسلام سب کسی ایک جگہ کے رہنے والے نہ تھے۔ دہلی، میرٹھ بجنور، رائے پور، سہسرام، شاہجہانپور، مراد آباد، امروہہ اور سہارنپور وغیرہ مختلف اضلاع و اکناف کے تھے۔ ان کے آپس میں کچھ ہلکے پھلکے اختلافات بھی تھے۔ جو حضرات چھوٹی چھوٹی باتوں میں اپنے موقف پر اڑنے والے ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کفر و اسلام جیسے قطعی مسائل میں وہ کسی ایک دوسرے کی غلطی برداشت کریں؟ ان سب کا متفقہ طور پر کہنا کہ مولانا احمد رضا خاں اپنے خود تراشیدہ الزامات میں یقیناً حق پر نہیں اور اکابر علماء دیوبند اس بات میں بلاشبہ مظلوم ہیں حقیقت حال کا پوری طرح پتہ دیتا ہے۔ ہم اس موقعہ پر مولانا احمد رضا خاں کی تمام ذریت سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ یا قوم ألیس منکم رجل رشید

علماء حرمین شریفین کا قول آخر

مولانا احمد رضا خاں کی فریب کاری اور علماء دیوبند کی عبارات میں کتر و بیونت اور تحریف کھل جانے کے بعد علماء حرمین نے جس حق گوئی کا حق ادا کیا وہ اپنی مثال آپ ہے المہند پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے جن اکابر علماء نے دستخط فرمائے ان میں چاروں مذاہب کے علماء شامل تھے، اور یہ گویا مرکز اسلام میں پوری امت کا اجماع تھا۔

مکۃ المکرمہ

۱. مولانا شیخ حب اللہ مکی شافعی ۲. مولانا شیخ شعیب مالکی ۳. مولانا شیخ احمد
۴. مولانا شیخ عبدالجلیل آفندی ۵. مولانا شیخ احمد رشید مکی ۶. مولانا شیخ محب الدین حنفی
۷. مولانا شیخ محمد صدیق افغانی.

مکہ مکرمہ کے یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے مولانا احمد رضا خاں کی کتاب حسام الحرمین پہ دستخط کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اس کتاب کو مولانا احمد رضا خاں کی بدنیتی قرار دیا تھا۔ وہ اکابر علماء جنہوں نے المہند میں لکھے گئے عقائد سے اتفاق کیا ان میں مسجد حرام مکہ مکرمہ کے امام و خطیب شیخ محمد سعید بابصیل شافعی۔ فضیلۃ الشیخ محمد عابد مالکی (مفتی مالکیہ) اور مسجد مکی شریف کے امام و مدرس شیخ محمد علی بن حسین مالکی بھی ہیں۔

مدینۃ المنورہ

۱. فضیلۃ الشیخ مولانا شیخ محمد یسین مصری ۲. مولانا شیخ عبداللہ الناہلبی ۳. مولانا شیخ عبدالحکیم بخاری
۴. مولانا سید ملا استنقر بخاری ۵. مولانا شیخ سید محمد امین رضوان شافعی ۶. مولانا شیخ آفندی مامون بری
۷. مولانا شیخ فاتح طاہری مالکی ۸. چیف جسٹس مدینہ منورہ ۹. مولانا سید عبداللہ اسعد
۱۰. شیخ عیسیٰ آفندی بوسنوی ۱۱. شیخ محمد مہدی ۱۲. شیخ حماد آفندی
۱۳. شیخ ابوبکر آفندی ۱۴. مفتی عمر آفندی ۱۵. شیخ موسیٰ ازہری
۱۶. شیخ احمد آفندی ۱۷. شیخ احمد کمخیلی ۱۸. شیخ ملا خان محمد بخاری
۱۹. شیخ ملا عبدالرحمن بخاری ۲۰. شیخ عبدالوہاب آفندی ۲۱. شیخ احمد نساری مالکی

یہ وہ حضرات ہیں جو حق کی شہادت دے کر اپنے خیمے جنت میں لگا گئے۔ مدینہ منورہ کے ان حضرات اکابر اور شیوخ نے مولانا احمد رضا خاں کی کتاب حسام الحرمین پہ دستخط کرنے سے انکار

کر دیا تھا۔ انہیں کسی طرح اس شخص کی فریب کاریوں کا علم ہو گیا تھا۔

المہند میں مندرجہ ذیل اکابر اور شیوخ بھی آپ کو مولانا خلیل احمد صاحب کی تائید کرتے ہوئے ملیں گے۔

مولانا مفتی سید احمد[22] برزنجی شافعی۔ شیخ رسوحی[23] عمر مدنی۔ شیخ خلیل[24] بن ابراہیم۔ شیخ محمد[25] العزیز الوزیر التونسی۔ شیخ محمد السوسی[26] الخیاری۔ شیخ السید[27] احمد الجزائری۔ شیخ عمر بن حمدان[28] المحرسی۔ شیخ محمد[29] زکی البرزنجی۔ شیخ احمد[30] بن میمون البلغیش۔ شیخ الاستاذ موسیٰ[31] بن محمد۔ شیخ سید[32] احمد معصوم۔ الاستاذ شیخ احمد[33] بن محمد خیر العباسی۔ شیخ عبدالقادر[34] بن محمد العرسی۔ شیخ محمد منصور[35] بن نعمان۔ شیخ محمود عبدالجواد[36]۔ الاستاذ شیخ احمد[37] لبساطی۔ الاستاذ شیخ محمد حسن[38] سندی۔ شیخ محمد بن[39] عمر الفلانی۔ شیخ احمد بن[40] احمد اسعد۔ شیخ بلین[41] الدمشقی اور استاذ الاساتذہ شیخ احمد[42] بن محمد الشنقیطی المالکی۔

حرمین شریفین میں ان علماء کی تعداد   ہے اور ان کے بالمقابل مولانا احمد رضا خاں کے ساتھ کھڑا آپ کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا ایک عالم بھی نظر نہ آئے گا۔ گویا علماء دیوبند کے ساتھ حرمین شریفین کے یہ صرف   علماء ہی نہ تھے دوسرے سب علماء حرمین بھی ان کے ساتھ تھے۔ یُوں سمجھیے کہ یہ علماء دیوبند کے حق پر ہونے اور مولانا احمد رضا خاں کے مفتری اور الزام تراش ہونے پر کل علماء حرمین کا اجماع ہو گیا تھا جن علماء نے ابتداءً احمد رضا خاں کی کتاب حسام الحرمین پر بات نہ سمجھے دستخط کر دیئے تھے انہوں نے بھی اس سے رجوع کر لیا تھا پھر علماء رنگون کے استفتاء کے جواب میں علماء حرمین کے اسی موقف پر کل ہندوستان کے اہل اسلام کا اجماع ہوا۔

اب آیئے ذرا دوسرے بلادِ عربیہ میں بھی چلیں کہ وہاں کے اکابر علماء نے بھی علماء دیوبند کا ہی ساتھ دیا اور مولانا احمد رضا خاں کا چراغ کہیں نہ جل سکا جامع ازہر (مصر) مسلمانوں کی سب سے قدیم۔ ایک ہزار سالہ دینی درسگاہ ہے اس کے ان علماء نے بھی علماء دیوبند کے حق میں فیصلہ دیا

علماء جامعہ ازہر مصر

جامعہ ازہر مصر کے شیخ العلماء سید سلیم بشری، شیخ محمد ابراہیم قایاتی، شیخ سلیمان عبد.

علماء دمشق شام

① علامہ ابن عابدین کے نواسہ فضیلۃ الشیخ علامہ احمد بن عبد الغنی بن عمر عابدین دمشقی کے صاحبزادہ مولانا سید محمد ابو الخیر المعروف بہ ابن عابدین الدمشقی.

② محقق شہیر شیخ مصطفےٰ بن احمد شطی حنبلی دمشقی

③ شام کے مشہور محدث اور جامع مسجد سروجی کے خطیب شیخ محمد توفیق.

④ شیخ محمد یٰسین الشہیر بالفراء الدمشقی

⑤ شیخ بدر الدین محدث شام کے شاگرد رشید شیخ محمود بن رشید عطار

⑥ شیخ علامہ محمد البوشی الحموشی الشامی

⑦ شیخ علامہ محمد سعید الحموی

⑧ شیخ علامہ علی بن محمد الدال الحموی

⑨ شیخ علامہ محمد ادیب الحورانی

⑩ شیخ علامہ عبد القادر الحموی

⑪ شیخ علامہ محمد سعید الشامی

⑫ شیخ محمد لطفی حنفی

⑬ شیخ فارس بن محمد حموی

⑭ شیخ مصطفی الحداد حموی

پھر علماء عرب میں سے شیخ عبد اللہ القادر بن محمد سودہ العرسی دلیہ نے بھی اس پہ دستخط کیے

ساؤتھ افریقہ میں بھی کثیر تعداد ہندوستان کے لوگ آباد ہیں. مولانا شاہ احمد نورانی کے والد مولانا عبدالعلیم صدیقی جو مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ تھے ان کے ذریعہ یہ اختلافات وہاں بھی پہنچ گئے. پھر ٹرانسوال میں اس بات کا جائزہ لینے کے لیے علماء کی ایک بڑی مجلس بٹھائی گئی جس میں ملایا کے بھی بہت سے علماء شامل ہوئے اور پورے ہاؤس نے بالاتفاق فیصلہ دیا کہ علماء دیوبند کے عقائد ہرگز وہ نہیں جو مولانا احمد رضا خاں نے ان کے ذمہ لگائے ہیں اور مولانا احمد رضا خاں کے مقابلہ میں پنجاب کے پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی، حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالوی اور مولانا معین الدین اجمیری کے فتاوے درست ہیں.

اب آیئے اس حلقے سے بھی استفادہ کریں. رنگون کے مولانا عبدالرؤف صاحب نے ایک استفتاء جنوبی افریقہ بھی بھیجا تھا. ٹرانسوال کے مولانا محمد اسماعیل ناٹا صاحب (جوہانسبرگ) نے اس کے جواب میں لکھا:-

> علماء دیوبند کو کافر کہنا سراسر غلط ہے اور عوام کو دھوکہ دے کر مذہب اسلام کو حقیقت میں بدنام کرنا ہے اور آپس میں مسلمانوں کو ایک متفقہ جماعت نہ بننے دینا اور اپنے آپ کو اسلام کا حقیقی جانثار کہہ کر اسلام کو درپردہ بدنام کرنے اور اس سے دوسری قوم کے مقاصد کو تکمیل کرنے کا یہ ذریعہ بنایا ہے.....
>
> اس علماء حقہ کی جماعت نے ہندوستان میں وہ اسلام کی خدمت انجام دی ہے کہ آج اس کے اوپر جماعت مسلمین جس قدر فخر کرے کم ہے[1]

مولانا محمد اسماعیل ناٹا کے اس فیصلے کو پورے ساؤتھ افریقہ میں پھیلانے میں جن علمائے ربانیین نے محنت کی ان میں یہ بیس علماء بہت ممتاز درجہ کے اصحاب علم تھے. رحمہم اللہ اجمعین.

---

[1] براءۃ الابرار صـ۲۶۵

پھر نصف صدی بعد انگلستان میں یہ فتنۂ اختلاف اپنے جوبن پر آیا جب مولانا ارشد القادری (بہاری) یہاں آئے۔ ان کے آتے ہی یہ اختلافات بہت پھوٹ پڑے یہاں تک کہ برمنگھم میں اس کے استیصال کے لیے انجمن اتحاد المسلمین بنی۔ جس میں علماء، وکلاء، دانشور اور بیرون ملک تعلیم کے لیے آنے والے ایم۔ ایس سی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی اور قانون کے طلبہ بھی ایک بڑی تعداد میں شامل ہوئے۔ برمنگھم کے ماؤنٹ پلیزنٹ ہال میں ایک اجتماع کیا گیا جس میں اس بات جائزہ لینے کے لیے کہ مولانا احمد رضا خاں جو علماء دیوبند پر الزامات لگانے میں بریلویوں کے ہاں اعلیحضرت شمار ہوتے ہیں وہ خود کیا تھے اور ان کے ان الزامات کی حقیقت کیا ہے؟ ساٹھ افراد کی ایک جیوری بٹھائی گئی جس میں چالیس علماء تھے۔ یہ اجتماع ۱۹۷۳ء کو ہوا اور چھ گھنٹے جاری رہا۔

جیوری نے بالاتفاق یہ فیصلہ دیا کہ علماء دیوبند کے ہرگز وہ عقائد نہیں جو مولانا احمد رضا خاں اور ان کے اذناب ان کے ذمہ لگاتے ہیں۔ اگر علماء دیوبند کے عقائد کفر کی سرحدوں کو چھو رہے تھے تو پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ اور شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹویؒ۔ حضرت مولانا معین الدین اجمیری اور حضرت مولانا خواجہ ضیاء الدین سیالوی اس پر کیسے خاموش بیٹھ سکتے تھے۔ وہ مولانا احمد رضا خاں کا تکفیر امت کی اس مہم میں کیوں ساتھ نہ دیتے۔